ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
مُلتان

جمادی الاوّل: ۱۴۲۰ھ
۹
ستمبر: ۱۹۹۹ء

امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ
اور اُن کے ناقدین خاسرین
امیرِ احرار سیّد عطاءُ المحسن بُخاری کی فکر انگیز تحریر

موت کے بعد زندگی
قرآن مجید کا بیان اور اُس کے دلائل
مولانا سیّد ابو الحسن علی ندوی

مولانا فضلُ الرحمٰن کا امریکی دہشت گردوں کے خلاف نعرۂ رستاخیز

میرپور خاص
چناب نگر کے بعد
قادیانیوں کی سرگرمیوں کا بڑا مرکز

کارگل کے بعد.....!

اخبار الاحرار
مجلس احرارِ اسلام کے رہنماؤں کی سرگرمیاں

دہشت گرد کون؟
اُسامہ یا امریکہ!

التفسير الكبير

عربی

أبي عبد الله محمد بن عمر فخر الدين

طبعة جديدة مصححة

11 جلدیں 32 حصے

للإمام

الفخر الرازي

دار الحديث

بیرون بوہڑ گیٹ ملتان پاکستان فون:- ۵۴۲۴۱۹

ومن مطبوعاتنا

عمدة القاري

عربی

شرح صحيح البخاري

للشيخ الإمام العلامة بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني

الطبعة الأولى المطابقة بالترقيم كتبًا وأبوابًا وأحاديث

للمعجم المفهرس لألفاظ الحديث وفتح الباري

مع ذكر أطراف الأحاديث طردًا وردًا

کمپیوٹر ایڈیشن

طباعت عمدہ

کاغذ اعلیٰ سفید

سائز درمیانہ

دار الحديث

بیرون بوہڑ گیٹ ملتان۔ پاکستان فون: ۵۴۲۴۱۹

لیمینیشن کی خوبصورت سولہ جلدیں

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

Regd: M - No.32

جمادی الاوّل: ۱۴۲۰ھ + ستمبر ۱۹۹۹ء

جلد: 10 ♦ شمارہ: 9 | قیمت: 15 روپے

زرِ تعاون سالانہ:

اندرون ملک 150 روپے،

بیرون ملک 1000 روپے پاکستانی

مجلس ادارت

* زیرِسرپرستی: حضرت مولاناخواجہ خان محمدمدظلہ

* رئیس التحریر: سید عطاءالمحسن بخاری

* مدیرمسئول: سیدمحمدکفیل بخاری

رفقاء فکر

ابنِ امیرشریعت حضرت پیرجی

سیدعطاءالمہیمن بخاری مدظلہ

- پروفیسرخالدشبیر احمد
- سیدخالدمسعود گیلانی
- مولانا محمداسحٰق سلیمی
- مولانامحمدمغیرہ
- عبداللطیف خالدچیمہ
- محمدعمرفاروق
- ابوسفیان تائب
- ساغراقبالی

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ✆ : 061 - 511961

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوّۃ (شعبۂ تبلیغ) مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ناشر: سید محمد کفیل بخاری، طابع: تشکیل احمد اختر، مطبع: تشکیل نو پرنٹرز، مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم ملتان

تشکیل

دل کی بات:
اداریہ ۳
مدیر

شاعری:
نعت (سید امین گیلانی، سید کاشف گیلانی) نظم (پروفیسر خالد شبیر احمد) دعا (بابر فاروق ارشد) ۶

اخبار الاحرار:
رہنمایانِ احرار کی تنظیمی سرگرمیاں ادارہ ۸

نقد نظر:
امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ناقدینِ خاسرین ۱۲
امیر احرار سید عطاء المحسن بخاری

تاریخ اسلام:
وہ مسلمان اور ہم مسلمان ۱۴
مولانا عبدالعلی فاروقی

دین و دانش:
موت کے بعد زندگی، قرآن مجید کا بیان اور اس کے دلائل۔ ۱۸
مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
اسلام میں داڑھی کی حیثیت ۲۶
عبدالشہید سلمان

تجزیہ:
کارگل کے بعد......! ۳۴
آغا غیاث الرحمن انجم
دہشت گرد کون؟ اسامہ یا امریکہ ۳۷
عبدالرشید ارشد

طنز و مزاح:
زبان میری ہے بات ان کی ۴۲
آغا غیاث الرحمن انجم

افکار:
عالمی دہشت گرد کے خلاف مولانا فضل الرحمن کا اعلان جہاد ۴۴
محمد عمر فاروق
تلہ گنگ میں انگریز کے وفادار ۴۷
محمد عمر فاروق

آپ بیتی:
امن و انصاف کے ٹھیکیدار امریکہ میں اسلام قبول کر کے کیا کھویا کیا پایا؟ ۴۹
نو مسلمہ امینہ کی کہانی

ردّ قادیانیت:
چناب نگر کے بعد میر پور خاص قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کا دوسرا بڑا مرکز ۵۳
شکیل احمد مجاہد

ترحیم مسافرانِ آخرت: ۵۷

تبصرۂ کتب: حسن انتقاد ذ. بخاری ۵۹

دل کی بات

مولانا فضل الرحمن کا نعرۂ رستاخیز

۳ اگست ۱۹۹۹ء کی رات بین الاقوامی الیکٹرانک میڈیا اور ۴ اگست کی صبح پرنٹ میڈیا میں سب سے زیادہ اہمیت جمیعت علماء اسلام کے امیر مولانا فضل الرحمن کے اس جرأت مندانہ بیان کو حاصل تھی جس کا اظہار انہوں نے امریکی خاتون سفارت کار جی ایس ویلز سے گفتگو کرتے ہوئے کیا جو اسلام آباد میں مولانا کی رہائش گاہ پر ان سے ملاقات کے لئے آئی تھی۔ وہ کلنٹن کی زبان میں دھمکی آمیز لہجہ میں بول رہی تھی۔ مولانا نے جواباً فرمایا!

"اگر ہم امریکہ کی طرف سے اپنی سرزمین پر محفوظ نہیں ہیں تو ہماری سرزمین پر امریکی کیونکر محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اگر ہمارے برادر اسلامی ملک افغانستان کے بے گناہ مسلمانوں کو میزائلوں کا نشانہ بنایا گیا تو ہم امریکی شہریوں کی حفاظت کی ضمانت نہیں دے سکتے۔

اگر آپ مذاکرات کی بات کریں گے تو ہم مذاکرات کے لئے تیار ہیں۔ اگر آپ سفارت کاری کی بات کریں گے، ہم سفارت کاری کیلئے تیار ہیں۔ اور اگر آپ گولی کی بات کریں گے تو جواب گولی سے دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ میں آپ کو امریکی شہریوں کے تحفظ کی کوئی ضمانت نہیں دے سکتا۔"

یہ سنتے ہی امریکی خاتون سفارتکار خوفزدہ چہرے کے ساتھ اٹھ کر چلی گئی۔ "فبہت الذی کفر"

امریکہ دنیا کا سب سے بڑا غنڈہ، سب سے بڑا بدمعاش اور سب سے بڑا دہشت گرد ہے۔ اسے دنیا کے کسی ملک سے خطرہ نہیں مگر افغانستان میں قائم ہونے والی امارت شرعیہ اور خلافت اسلامیہ نے کلنٹن کی نیندیں حرام کر دی ہیں۔ دنیا کو امن و انصاف کی تلقین کرنے والا امریکہ جب چاہتا ہے، جہاں چاہتا ہے غنڈہ گردی کرتا ہے۔ معصوم بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو قتل کرتا ہے۔ اس نے ایک برس پہلے اگست ۱۹۹۸ء میں افغانستان کے غریب اور مفلوک الحال مسلمانوں پر ٹام ہاک میزائلوں کی بارش کی تھی بدمعاشی کی حد یہ کہ اس حملہ میں پاکستان کی فضائی اور سمندری حدود کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ہماری سرزمین استعمال کی گئی۔ جس کے ذمہ دار ہمارے موجودہ "امریکن نواز" حکمران تھے۔

اخباری اور دیگر ذرائع سے ملنے والی اطلاعات تھیں کہ امریکہ اگست ۹۹ کے پہلے عشرہ میں پھر افغانستان پر حملہ کرنے والا ہے۔ اس کی تصدیق اس دھمکی سے بھی ہوتی ہے جو اقوام متحدہ میں افغانستان کے نمائندہ کو امریکی حکومت کے ایک ذمہ دار رکن نے ان الفاظ میں دی کہ

"اسامہ ہمارے حوالے کر دو، ورنہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ"۔

مولانا فضل الرحمن کے بیان کے بعد صورتحال یکسر تبدیل ہو گئی۔ وقتی طور پر امریکہ کسی بڑے حملے سے تو رک گیا ہے مگر افغانستان کے اندر خوفناک سازشیں زور پکڑ رہی ہیں۔ امریکہ، برطانیہ، بھارت، روس، ایران، حتیٰ کہ اسرائیل بھی احمد شاہ مسعود کی حمایت اور امداد کر رہے ہیں۔ گزشتہ دنوں امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کو ایک کار بم دھماکے میں شہید کرنے کی سازش ناکام ہوئی اور دھماکہ میں ان کے چار محافظ شہید ہو گئے۔ ۲۷ اگست کو بلخ اور قندوز کے گورنروں ملا اختر قندھاری اور عارف خان کی گاڑی بغلان میں دھماکہ سے تباہ کر دی اور دونوں شہید کر دیئے

گئے۔ امریکہ، اسکے ہمنوا تمام عیسائی ممالک اور یہودی اب اس قسم کی بزدلانہ کارروائیوں سے طالبان کو خوفزدہ کر کے اسلامی انقلاب کو ناکام کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اب دنیا بھر کے مسلمان امریکہ کا منافقانہ چہرہ پڑھ چکے ہیں۔ پوری اسلامی دنیا میں امریکہ کے خلاف زبردست لہریں اٹھ رہی ہیں۔ افغانستان کے "طالبانِ اسلامی" نہ تو خوفزدہ ہوں گے اور نہ مرد مجاہد اسامہ بن لادن کو کافر امریکہ کے حوالے کریں گے۔ وہ اپنی دھرتی اور نظام اسلام کی پوری جرأت اور قوت کے ساتھ حفاظت کریں گے اور امریکہ کو عبرت کا نشان بنا دیں گے۔

مولانا فضل الرحمن مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے پاکستان کے تمام دینی حلقوں اور ہر سچے مسلمان کے دل کی ترجمانی کی ہے۔ قرائن سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مولانا فضل الرحمن نے "کافرہ جمہوریت" کو طلاق مغلظہ دے دی ہے۔ اللہ کرے مولانا، پاکستان میں طالبان کی بارات کے دولہا بنیں اور اسلامی انقلاب و خلافت اسلامیہ کے قیام میں تاریخی کردار ادا کریں۔ پاکستان کی تمام دینی جماعتوں نے مولانا کے اس اقدام کی غیر مشروط حمایت کی ہے اور انہیں خراج تحسین پیش کیا ہے۔

ملکی سیاست میں ایک اہم تبدیلی اور بھی رونما ہوئی ہے کہ دینی جماعتیں اب اتحادی سیاست سے کنارہ کش ہو گئی ہیں۔ یکم ستمبر کو لاہور میں ہونے والی اپوزیشن جماعتوں کی "نواز ہٹاؤ ریلی" میں تمام دینی جماعتوں نے یہ کہہ کر شرکت سے انکار کر دیا ہے کہ اب ہم کسی کے لئے بیساکھیاں نہیں بنیں گے۔ مولانا فضل الرحمن نے اپنے بیان میں کہا کہ ایم آر ڈی میں شرکت کی وجہ سے ہماری جماعت دولخت ہوئی۔ اب ہم اس کا اعادہ نہیں کرنا چاہتے۔

یہ خوش آئند تبدیلی ہے۔ ہماری آرزو ہے کہ تمام دینی جماعتیں، لادین سیاسی جماعتوں کی محض حصول اقتدار کی جدوجہد میں ان کا سہارا بننے کی بجائے اپنے اسٹیج سے صرف دینی انقلاب کی جدوجہد کریں۔ اگر ایسا ہو گیا تو یقیناً پاکستان کا سیاسی مستقبل دینی قوتوں کے ہاتھوں میں ہوگا۔ (ان شاء اللہ)

ڈیرہ اسماعیل خان میں سپاہ صحابہ کے جلوس پر فائرنگ:۔

سپاہ صحابہ پاکستان کے نائب سرپرست اعلیٰ مولانا محمد اعظم طارق اپنی رہائی کے بعد تنظیم کو فعال کرنے کے لئے ملک کے مختلف شہروں کے دوروں پر ہیں۔ ۱۹ اگست کو مولانا نے ڈیرہ اسماعیل خاں پہنچنا تھا اور ایک اجتماع سے خطاب کرنا تھا۔ مقامی انتظامیہ نے ڈیرہ میں انکے داخلے پر پابندی عائد کردی۔ نتیجتاً کارکنوں میں اشتعال پیدا ہو گیا اور انہوں نے اس پابندی کے خلاف جلوس نکالا۔ شیعہ فرقہ کے بعض شر پسند افراد نے جلوس پر فائرنگ کردی جس کے نتیجہ میں ایک کارکن شہید ہو گیا۔ اگلے روز جنازہ کے جلوس پر بھی فائرنگ کی گئی۔ ڈیرہ اسماعیل خان فوج کے حوالے کردیا گیا اور پابندی لگانے والی انتظامیہ غائب ہو گئی۔

مولانا اعظم طارق کی رہائی حکومت کے ساتھ اعلیٰ سطحی مذاکرات کے نتیجہ میں ہوئی۔ اس وقت ملک کی فرقہ وارانہ صورت حال بہت بہتر ہے۔ مولانا کے جلسوں کی وجہ سے کسی بھی شہر میں امن و امان کا مسئلہ پیدا نہیں ہوا یہ تو حکومت کو بھی معلوم تھا کہ رہائی کے بعد مولانا گھر میں آرام تو نہیں کریں گے۔ ظاہر ہے وہ اپنے فرائض منصبی ادا کرنے کے لئے باہر نکلیں گے اور اجتماعات سے خطاب بھی کریں گے۔ پھر ڈیرہ میں پابندی لگانے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ ہماری دیانتدارانہ رائے میں سازشی پھر سر اٹھا رہے ہیں۔ اور ملک کا امن و امان تباہ کر رہے ہیں، انتظامیہ

کو اس سازش میں فریق نہیں بننا چاہیے تھا۔ سانحہ ڈیرہ اسماعیل خان نہایت افسوس ناک واقعہ ہے۔ اور اس کی ذمہ دار مقامی انتظامیہ ہے۔ ہم اس کی شدید مذمت کرتے ہیں اور مجرموں کو قرار واقعی سزا دینے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ حکمران اور انتظامیہ سازش کو بھانپے اور امن تباہ کرنے والے اصل مجرموں کو بے نقاب کریں۔

انسداد دہشت گردی کا نیا آرڈیننس اور تاجروں کی ہڑتال

۲۷ اگست کو صدر مملکت نے انسداد دہشت گردی کا جو آرڈیننس جاری کیا ہے اس کے تحت ہڑتال، تالہ بندی، بھتہ کی وصولی اور املاک کو نقصان پہنچانے پر سات سال قید کی سزا ہوگی جہاں تک بھتہ کی وصولی اور املاک کو نقصان پہنچانے کا تعلق ہے تو واقعی یہ ایک قومی جرم ہے اس کا ارتکاب کرنے والوں کو ضرور سزا ملنی چاہیے، لیکن ہڑتال اور احتجاج تو ہر شہری کا بنیادی حق ہے اس کو سلب کرنا صریحاً ظلم ہے اور شہری حقوق چھیننے کے مترادف ہے، حکومت کو قانون سازی کرتے وقت قومی سوچ کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ ورنہ اس کے نتائج بہر صورت منفی ہوں گے، خصوصاً اس آرڈیننس کی زد میں تاجروں کو لانا مزید حماقت ہوگا، تاجر برادری آج کل سیلز ٹیکس کے خلاف سراپا احتجاج بنی ہوئی ہے۔ ارباب اختیار کو تاجروں سے مذاکرات کر کے اس مسئلہ کو حل کرنا چاہیے۔ قوم پہلے ہی ٹیکسوں کے ناقابل برداشت بوجھ تلے دبی ہوئی ہے۔ مزید ٹیکس لگانا صریحاً ظلم اور زیادتی ہے، یہ تو خود بھتہ وصول کرنے والی بات ہے۔ دوسری طرف اس آرڈیننس کے ذریعے سیاسی سرگرمیوں کو روکنے کا منطقی نتیجہ حکومت کی چھٹی ہے۔

قادیانیوں کی ملک دشمن سرگرمیاں اور وفاقی کابینہ:

"دی نیوز" کی رپورٹ کے مطابق وفاقی کابینہ کے مسلسل تین اجلاسوں میں وزیر اعظم نے جن قومی مسائل پر گفتگو کی ان میں قادیانیوں کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا۔ "دی نیوز" کے مطابق "کابینہ میں قادیانیوں کی اسلام اور پاکستان دشمن سرگرمیوں پر بھی غور ہوا اور یہ بات نوٹ کی گئی کہ قادیانی غیر ملکی روابط کے ذریعے حکومت پر دباؤ ڈالتے رہتے ہیں" (خبریں ملتان ۲۲۔اگست ۱۹۹۹ء)

حیرانی اس بات پر ہے کہ حکومت نے قادیانیوں کی اسلام اور ملک دشمن سرگرمیوں سے باخبر ہونے کے باوجود انہیں کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔ قادیانی سر عام آئین کی خلاف ورزی کر رہے ہیں مگر انہیں روکنے کے لیے قانون حرکت میں نہیں آتا۔ یہی بات تحریک تحفظ ختم نبوت کے رہنما کہیں تو فرقہ واریت بن جاتی ہے۔ حکمران کہیں تو اہم قومی مسئلہ ہوتی ہے۔ جب حکمرانوں کا اقتدار ڈولنے لگتا ہے تو انہیں قادیانی مسئلہ یاد آجاتا ہے۔ اگر ۱۹۷۴ء کے آئینی فیصلے اور ۱۹۸۴ء کے قانون امتناع قادیانیت پر مؤثر عمل درآمد کرایا جائے تو کسی قادیانی کو یہ جرأت نہ ہو کہ وہ اسلام اور پاکستان کے خلاف سرگرم ہو۔ ایک طرف تو حکومت نے سکہ بند قادیانی مجیب الرحمن کو احتساب سیل میں اہم ذمہ داری سونپی ہے۔ اور جھوٹے مدعی نبوت ملعون یوسف کذاب کو ضمانت پر رہا کیا ہے۔ قانون توہین رسالت کو امریکی آقاؤں کے اشارے پر غیر مؤثر کر دیا ہے۔ دوسری طرف قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کابینہ غور کر رہی ہے۔ یہ منافقانہ طرز عمل ہے۔ حکومت مخلص ہے تو ۷ ستمبر تک قادیانیوں کی جماعت کو خلاف قانون قرار دے کر ان کے تمام اثاثے ضبط کرے، دفاتر سیل کرے اور لٹریچر ضبط کرے اگر اس طرح حکومت اپنے ایمان اور اخلاص کا ثبوت دے تو ہم حکومت کی مکمل حمایت کریں گے۔

سید امین گیلانی

"قسمت جاگی"

رات وہ ساتھ تھے میخانے کی قسمت جاگی
ان کے لب چومے تو پیمانے کی قسمت جاگی

ورنہ پروانے کی آنکھوں میں تھی دنیا اندھیر
شمع روشن ہوئی پروانے کی قسمت جاگی

اپنے ہاتھوں سے مرے پاؤں میں ڈالی زنجیر
اے مری جاں ترے دیوانے کی قسمت جاگی

ان کو دیکھا تو صنم بول اٹھے اللہ اللہ
اللہ اللہ صنم خانے کی قسمت جاگی

تو نے دیکھا تو بہار آ گئی ویرانے میں
اک نظر سے تری ویرانے کی قسمت جاگی

خفتہ قسمت ہی تو تھا میں جو لیلیٰ نہ ملی
ہاں مگر قیس کے افسانے کی قسمت جاگی

ہوش جب تک تھے تو فرزانہ رہا غم کا اسیر
کھو دیئے ہوش تو فرزانے کی قسمت جاگی

برق و باراں نے انہیں راہ میں تھا آن لیا
یوں اچانک مرے کاشانے کی قسمت جاگی

اس نے آئینہ و شانہ جو امیں مانگ لیا
مرے آئینے، مرے شانے کی قسمت جاگی

کاشف گیلانی

چلا ہے قافلہ جو عشاق کا

چلا ہے قافلہ عشاق کا جو سوئے رسول
مچل گئی مرے سینے میں آرزوئے رسول

نہ ہو گا ان سا کوئی خوش نصیب دنیا میں
سنی جنہوں نے عقیدت سے گفتگوئے رسول

جہاں کے سارے خزانے کروں میں اس پہ نثار
اگر کہیں سے جو مل جائے مجھ کو موئے رسول

وہ جنتی ہے کسی کو نہیں ہے شک اس میں
جو ایک بار بھی بیٹھا ہے روبروئے رسول

میں ان کے نقش کف پا تلاش کرتا ہوں
کہاں کہاں لئے پھرتی ہے جستجوئے رسول

کیا ہے تو نے مسلماں سے وعدۂ جنت
مرے نصیب میں لکھ دے خدا تو کوئے رسول

جو جان و دل سے فدا ہیں نبی کی سیرت پر
وہ بانٹتے ہیں زمانے میں ذوق خوئے رسول

خوشا نصیب خیالوں میں بوئے گل کی طرح
اڑائے پھرتی ہے کاشف کو آرزوئے رسول

بابر فاروق راشد ایم اے تھیالو جی (سرگودھا)

دعا

اے رحیم و کریم اے علیم و خبیر
در پہ حاضر تیرے یہ خطاکار ہے
اپنی رحمت کی بھیک میری جھولی میں ڈال
اپنے عصیاں پہ نادم گناہ گار ہے

کوئی تجھ بن نہیں ہے حاجت روا
مشکلوں میں توہی ہے مشکل کشا
ہم کو بتلا گئے ہیں شہہ انبیاء
اپنے بندوں سے تجھ کو بڑا پیار ہے

تیرے در سے ملا جو ملا ہے مجھے
تو ہی ہر اک جگہ دیکھتا ہے مجھے
حشر کے روز کرنا نہ رسوا مجھے
تیرے ہاتھوں میں عزت کی دستار ہے

تیری رحمت سے جلتا ہے زندگی کا دیا
تو ہی سنتا ہے ہر وقت ہر کی دعا
نصف شب کو فلک سے یہ آئے صدا
کون بخشش کا اپنی طلب گار ہے

تیرا در چھوڑ کر جائیں کدھر
سب سے بڑھ کر ہے تیری طاقت مگر
اپنے راشد پہ کر تو کرم کی نظر
ورنہ یہ تو زمانے کا نادار ہے

پروفیسرخالد شبیر احمد

نوائے کارگل

یہ زمیں پھٹنے کو ہے یہ آسماں گرنے کو ہے
شاخِ نازک پر بنا ہر آشیاں گرنے کو ہے
بُتکدوں میں نعرۂ تکبیر کی گونجی صدا
پھر عدو کے قصر پر برقِ تپاں گرنے کو ہے
موجِ صرصر سے ملے گی گلستاں کو تازگی؟
ہر سنہرے جھوٹ کا قصرِ گماں گرنے کو ہے
عصر حاضر کی تپش میں بلبلاتی روح سن
نفرتوں کی آگ میں خود پاسباں گرنے کو ہے
گلستانِ عزم پر پھر تازگی کے ہیں نشاں
ظلمتوں کے عہد کا ہر آستاں گرنے کو ہے
یورشِ احرار سے ہے پھر فضاؤں میں خروش
تشنگی کا ہر یہاں خستہ مکاں گرنے کو ہے
جن پہ تکیہ ہے انہیں پتے وہی دیں گے ہوا
مغبچوں کے پاؤں میں پیرِ مغاں گرنے کو ہے
الجہاد و الجہاد و الجہاد و الجہاد
لشکرِ طاغوتیاں کا ہر نشاں گرنے کو ہے
جاں ہتھیلی پر لئے پھرتے ہیں خالد جاں نثار
خرمنِ باطل پہ جیسے آسماں گرنے کو ہے

مولانا فضل الرحمٰن نے امریکہ کو للکار کر دینی قوتوں کی بروقت ترجمانی کی ہے

افغانستان پر امریکی جارحیت کا مقصد اسامہ نہیں خلافت اسلامیہ کا خاتمہ ہے

پاکستان کی دینی قوتیں امریکی کارروائی کی بھرپور مزاحمت کریں گی

ہمارے حکمران امریکہ کے تابع مہمل ہیں (امیر احرار سید عطاء المحسن بخاری)

ملتان 6 اگست مجلس احرار اسلام کے مرکزی امیر سید عطاء المحسن بخاری نے اپنے اخباری بیان میں افغانستان کی خلافت اسلامیہ کے خلاف امریکہ کے جارحانہ عزائم کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ اسامہ بن لادن کی سپردگی کا مطالبہ سراسر بلاجواز ہے۔ اس مطالبے کی آڑ لے کر بین الاقوامی اصول اور سفارتی آداب پامال کرنے والے عالمی غنڈے کے خلاف مزاحمت کرنا مسلمانوں کا بنیادی حق ہے۔ سید عطاء المحسن بخاری نے کہا کہ امریکی جارحیت کی صورت میں جوابی ردعمل کا حق استعمال کرنے والوں کو پاکستانی حکمرانوں سے خیر کی کوئی توقع نہیں ہو سکتی۔ ہمارے حکمران امریکہ کے تابع مہمل بن چکے ہیں۔ سید عطاء المحسن بخاری نے کہا کہ جمعیت علمائے اسلام کے رہنما مولانا فضل الرحمٰن نے امریکہ کو واضح طور پر متنبہ کرتے ہوئے دینی قوتوں کی بروقت ترجمانی کی ہے۔ ان کے اس انتباہ پر برہمی کا اظہار کرنے والے امریکی اور مقامی حکمران جان لیں کہ اگر پاکستان میں مقیم امریکیوں کی حفاظت نواز شریف حکومت کی ذمہ داری ہے تو مولانا فضل الرحمٰن کی حفاظت کی ذمہ دار بھی یہی حکومت ہے۔ ہمارے حکمران امریکہ کے نامعقول موقف کی مذمت کرنے کی جرأت سے محروم ہو چکے ہیں لیکن وہ یاد رکھیں کہ قومی غیرت اور دینی حمیت کے منافی پالیسیوں سے اقتدار کو دوام نہیں دیا جاسکتا البتہ اس سے پاکستان میں طالبان کی طرز کے انقلاب کے امکانات مزید روشن کیے جاسکتے ہیں۔ سید عطاء المحسن بخاری نے کہا کہ اسامہ بن لادن کے مسئلے پر طالبان کے خلاف کسی بھی امریکی کارروائی کا مقصد افغان خلافت اسلامیہ کو ملیا میٹ کرنے کے علاوہ کچھ نہیں پاکستان کی دینی قوتیں عالم اسلام کو ایک بہت بڑے المیے سے دوچار کرنے کی اس ناپاک امریکی کاروائی کی بھرپور مزاحمت کریں گی، خواہ اس کی زد میں موجودہ حکمران ہی کیوں نہ آئیں۔

امریکہ، افغانستان کے خلاف پاکستان کے لالچی بیوروکریٹس کو استعمال کر رہا ہے

اعلیٰ سرکاری و کلیدی عہدوں پر موجود قادیانی، آغا خانی اور رافضی مسلمانوں کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں۔

مجلس احرار اسلام کے امیر سید عطاء المحسن بخاری، ناظم اعلیٰ مولانا اسحٰق سلیمی اور عبداللطیف خالد چیمہ کا بیان

لاہور (۷/اگست) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی رہنماؤں نے برصغیر میں امریکی مداخلت کی شدید مزمت کی ہے۔ امیر مجلس احرار سید عطاء المحسن بخاری نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ صہیونی طاقتیں افغانستان کے اسلامی انقلاب کو سبوتاژ کرنے کیلئے اسامہ بن لادن کی آڑمیں طاقت کے استعمال کا بہانہ تلاش کر رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ اور برطانیہ اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے پاکستان کے لالچی بیورو کریٹس کو استعمال کر رہے ہیں۔ اعلیٰ سرکاری و کلیدی عہدوں پر موجود قادیانی، آغاخانی اور رافضی پورے برصغیر میں مسلمانوں کی دل شکنی اور ان کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں اور کشمیر کی آزادی کا خواب دیکھنے والوں کو مایوسی کے گڑھے میں دھکیل کر تحقیر آمیز بلیک میلنگ کا شکار ہو کر بھی خود کو ملک و قوم کا ہمدرد جتا رہے ہیں، مجلس کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد اسحٰق سلیمی نے کہا کہ اسامہ بن لادن کو گرفتار کرانے میں سرگرمی دکھانے والے قومی مجرم تصور کئے جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ بدقسمتی سے ڈالر کا حصول جمہوریت پسندوں کا مقصد حیات بن چکا ہے۔ مجلس کے ناظم نشرو اشاعت عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ قادیانی ختم نبوت کے منکر ہیں اور امریکہ اس ٹولے کی پشت پناہی کررہا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ کشمیر اور سندھ کے سرحدی علاقوں میں قادیانی اور آغاخانیوں کی مزموم سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھی جائے۔ اس سلسلہ میں حکومت مجرمانہ غفلت کی شکار ہے۔

18 سال سے کم عمر طالبان کا جہاد غیر انسانی نہیں

یونیسف کے سربراہ کا بیان گمراہ کن اور دجل ہے

طالبان کے اسلامی انقلاب کا سورج اب یورپ میں بھی طلوع ہوگا

دہشت گرد امریکہ کو عبرت ناک شکست ہوگی (امیر احرار سید عطاءالمحسن بخاری)

(ملتان) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مولانا سید عطاء المحسن بخاری نے یونیسف کے سربراہ لیوس جی آر سپلناٹ کے اس بیان کی شدید مذمت کی ہے جس میں انہوں نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ "طالبان نے ۱۸ سال سے کم عمر پاکستانی بچوں کو جنگ میں جھونک کر غیر انسانی فعل کا ارتکاب کیا ہے"۔ سید عطاء المحسن بخاری نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ جب کوریا، ویٹ نام، کسوو، بوسنیا، چیچنیا، عراق اور کشمیر میں معصوم بچوں کا قتل عام جاری تھا تو یونیسف کے دوغلے انسان دوست کافر کہاں تھے۔ انہوں نے سوال کیا کہ اگر افغانستان میں جہاد کرنے والے جوانان گل گوں قبا کی لڑائی غیر انسانی ہے تو عراق میں چھے سے دس

برس کے فطری معصوموں کو ہسپتالوں میں قتل کرنا کہاں کی انسانیت ہے؟ یونیسف کے نصرانی تب کیوں چپ تھے اور اب کیوں زبان درازی کر رہے ہیں۔؟

سید عطاء المحسن بخاری نے کہا کہ طالبان کا جہاد پورے عالم اسلام کا جہاد ہے۔ طالبان کی حکومت دنیا کے نقشہ پر واحد مکمل اسلامی ریاست وحکومت ہے۔ اور طالبان کا افغانستان صحیح معنوں میں اسلامی ملک ہے۔ دنیا بھر کے کفار و مشرکین، یہود و نصاریٰ اور ان کے عجمی ایجنٹ افغانستان کے دینی انقلاب اور امارت اسلامیہ سے خائف اور اس کے خلاف متحد ہیں کہ طالبان کے اسلامی انقلاب کی روشنی اب یورپ اور ایشیاء میں بھی پھیل رہی ہے اور امت مسلمہ بیدار ہو رہی ہے۔ سید عطاء المحسن بخاری نے کہا کہ دنیا بھر کے ہر مسلمان ملک کے عوام طالبان کے اسلامی انقلاب سے متاثر ہیں اور ان کی اخلاقی حمایت اور مدد کر رہے ہیں جب کہ حکومتیں امریکہ کی پٹھو ہیں۔ طالبان کے جہاد میں کم عمر بچوں اور نوجوانوں کی اکثریت شریک ہے جبکہ بوڑھے بھی اس میں سچے جذبے کے ساتھ شامل ہیں۔ جب ویٹ نام کے کافر آزادی کی جنگ لڑ رہے تھے تو گیارہ سال کے بچوں نے بھی بندوق اٹھا کر جنگ میں حصہ لیا تھا۔ تحریک طالبان میں اکثریت ۴۰ سال سے کم عمر مجاہدین کی ہے۔ یہی کم عمر نوجوان دنیا کے عظیم اسلامی انقلاب کے داعی اور سرخیل ہیں۔ اس وقت پوری افغان قوم اسلامی جہاد میں شریک ہے۔ اس جہاد میں صرف پاکستان کے طالبان ہی شریک نہیں بلکہ عرب ممالک کے نوجوان اور بچے بھی شریک ہیں۔ ان بچوں کو کسی نے ورغلایا نہیں بلکہ وہ شعوری طور پر جذبۂ جہاد سے سرشار ہو کر اقامت دین کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی جدوجہد سے ثابت کر دیا ہے کہ وہ جہاد اسلامی میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ اور اپنے بڑوں کے ہم قدم اور ہم سفر ہیں۔

سید عطاءالمحسن بخاری نے یونیسف کے سربراہ کے بیان کو دجل و تلبیس پر مبنی اور گمراہ کن قرار دیتے ہوئے کہا کہ طالبان کے اسلامی انقلاب کا سورج اب یورپ میں بھی طلوع ہوگا اور دہشت گرد امریکہ کو عبرت ناک شکست ہوگی۔

مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنماؤں کی سرگرمیاں

حضرت مولانا محمد اسحاق سلیمی (مرکزی ناظم اعلیٰ) 9، اگست 16، 17، 18، 19 اگست اور 25 اگست کو تین بار ملتان تشریف لائے۔ ملتان قیام کے دوران امیر مرکزیہ سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ سے اہم تنظیمی امور پر مسلسل تبادلہ خیال جاری رہا 26۔ اگست کو رحیم یار خان اور صادق آباد کے تنظیمی دورہ پر تشریف لے گئے۔

ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاءالمہیمن بخاری مدظلہ نے 6۔ اگست کو دار بنی ھاشم ملتان میں اجتماع جمعہ سے خطاب فرمایا۔ 12 اگست کو ملتان سے گڑھاموڑ پہنچے، بعد ازاں وھاڑی، بورے والا، چیچہ وطنی، کمالیہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور فیصل آباد کے احرار کارکنوں سے ملاقاتیں کرتے ہوئے چناب نگر پہنچے۔

20 اگست کو جناب غلام حسین احرار کی دعوت پر چناب نگر سے ڈیرہ اسماعیل خان پہنچے۔ خطبہ جمعہ علاقہ

چودھوان میں ارشاد فرمایا۔حافظ محمد اکرم صاحب اور منصور احمد صاحب آپ کے ہم سفر تھے۔ 21۔اگست کو حضرت مولانا علاء الدین مدظلہ کے ہاں دارالعلوم نعمانیہ تشریف لے گئے اور ان کے بھائی حضرت مولانا سراج الدین رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال پر تعزیت کی۔مقامی احرار کارکن محترم چودھری نورالدین صاحب مقامی جماعت کے صدر غلام حسین احرار، حامد علی خان، حافظ سعید صاحب، شاہ محمد صاحب اور دیگر کارکنوں سے ملاقات کے بعد 22اگست کو ملتان پہنچے۔

24۔اگست کو جھنگ میں احباب سے ملاقات کر کے چناب نگر پہنچے۔27،28،29،30اگست کو اسلام آباد، راولپنڈی میں قیام کے دوران احرار کارکنوں سے ملاقات اور تنظیمی امور پر تبادلۂ خیال کیا۔4ستمبر کو کھاکھی پونٹہ جلال پور پیروالاروڈ میں ایک دینی اجتماع سے خطاب کریں گے۔

ماہنامہ نقیب ختم نبوت کے مدیر سید محمد کفیل بخاری نے 6۔اگست کو جامع مسجد بلال لیہ میں بعد نماز جمعہ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کیا۔اس اجتماع کے داعی مولانا عبدالرحمٰن تھے۔17اگست کو ملتان سے لاہور پہنچے اور مرکزی دفتر احرار میں 19اگست تک قیام رہا احباب شہر سے ملاقاتیں کیں۔مقامی جماعت کے ایک اجلاس میں شرکت کر کے 7ستمبر کو لاہور میں ہونے والی ختم نبوت کانفرنس کے انتظامات کو حتمی شکل دی۔اس اجلاس میں شرکت کے لئے مرکزی ناظم نشرو اشاعت محترم عبداللطیف خالد چیمہ صاحب خصوصی طور پر چیچہ وطنی سے لاہور پہنچے علاوہ ازیں محترم چودھری ظفر اقبال ایڈووکیٹ، ملک محمد یوسف ،میاں محمد اویس ،قاری محمد یوسف، شیخ آفتاب احمد، شیخ محمد رفیق ،رانا حبیب اللہ اور دیگر احباب نے شرکت کی جبکہ مختلف احباب شہر ملاقات کے لئے دفتر احرار تشریف لاتے رہے۔محترم عبداللطیف خالد چیمہ صاحب 19اگست کو لاہور پہنچے اور 22اگست تک دفتر احرار میں قیام کیا جبکہ سید محمد کفیل بخاری 19 اگست کی رات ملتان روانہ ہوگئے اور 20اگست، 27اگست کے اجتماعات جمعہ سے دار بنی ھاشم میں خطاب کیا۔

بقیہ از ص ۱۳

اللہ علیہ وسلم نے علی کو تو قوی وامین نہیں فرمایا۔

ع .... جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

امیرالمومنین سیدنا علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہ کو اگر "اقضاھم علی" فرمادیا تو اس کا یہ مطلب کہاں ہے کہ دیگر صحابہ اب قاضی نہیں رہے؟ یا ان کے قضایا اور انکی کوئی حیثیت ہی نہیں یا ان کی حیثیت عرفی نہیں مخفی ہوگئی ہے۔صحابہ کے قاضی ہونے نہ ہونے کا فیصلہ کرنے والے دھقانی ناقدین خاسرین کون ہوتے ہیں۔

ہاں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہیں فرمایا ہو کہ چوں کہ میں "اقضیٰ" ہوں اور قاضی ہی نہیں رہے تو بات بنتی ہے یہ کنجڑے محاکمہ نہیں کرسکتے۔نہ انہیں کسی نے حکم مانا ہے۔

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است   یا   اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

امیر احرار سید عطاءالمحسن بخاری

امیرالمؤمنین خلیفۂ راشد و برحق

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ناقدینِ خاسرین

سیدنا و امامنا حجتہ اللہ علی الناس قاسم العلوم النبویہ والخیرات والحسان امام عادل و برحق پیکر رشد و ہدایت امیرالمؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین غافلین بغبغاتے اور جگالی کرتے پھرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد عنادی ہے

ان کا اجتہاد اقرب الی الخطاء ہے

وہ باطل ہیں وہ باغی ہیں

حضرت علی نیرِ اعظم ہیں

حضرت معاویہ جھلملاتے ستارے ہیں

حضرت معاویہ کے تفقہ کی کیا حیثیت ہے؟

حضرت معاویہ کو حضرت علی کے جوتوں میں جگہ مل جائے تو ان کے لیے سعادت ہے۔

یہ اور ایسی بیسیوں ھفوات زبان زد ناقدین خاسرین ہیں۔ ان تمام قلمی و لسانی زلّتوں اور استخفافی لب ولہجہ کا جواب میں اپنی زبان میں دوں تو اسکو "صوت الحمیر" سمجھ کے آگے بڑھ سکتا ہوں لیکن وہ لوگ جن کے دل سینے میں اندھے ہوگئے ہیں، چشم بصیرت وا کریں اور بنوامیہ کے اس آفتاب جہاں تاب کو دیکھنے کی کوشش کریں۔ لیجیے سیدنا و امامنا آیت من آیات اللہ حبر الامہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی گواہی پڑھیں اور پھر فیصلہ کریں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقابلہ میں بعد کے تمام اسلاف کی کیا حیثیت باقی رہتی ہے؟ صحابہ قرآنی شخصیات ہیں، منصوص بزرگ ہیں، انتخاب الٰہی ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی نسبت، ارشادات اور فیصلوں کے مقابلے میں ان کے بعد کسی بزرگ، عالم، محقق، موّرخ، فقیہہ، قطب، سالک، مرشد اور صوفی کو یہ مقام حاصل نہیں کہ اس کی رائے کو حق و صواب کا معیار سمجھا جائے۔ صحابہ مجتہد مطلق ہیں۔ اُن کے مقابلہ میں کوئی مجتہد نہیں اور کسی غیر مجتہد کو مجتہد مطلق پر تنقید کا ہر گز حق نہیں۔ سوچیے اور فیصلہ کیجیے کہ ھماری پسندیدہ شخصیات دین میں، تاریخ میں معتبر ہیں یا صحابی؟

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو جب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر پہنچی تو فرمایا:

اللهم اوسع لمعاوية اما والله ماكان مثل من قبله ولاياتي بعده مثله قال ابن عباس اذ ذهب بنو حرب

اے اللہ معاویہ کے لیے وسعتیں پیدا فرما۔ خدا کی قسم نہ معاویہ سے پہلے ان جیسا کوئی تھا نہ بعد میں آئیگا۔ (انساب الاشراف جز ثانی قسم رابع ص ۴)

ذهب علماء الناس ثم انشدَ متمثلاً
مغاض عن العوراء لا ينطقوا بها
واصل وارثات الحلوم الاوائل
(البدايہج ۸ ص۲۲۹)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ (ا)جب آل حرب ختم ہوجائیگی لوگوں میں علما ناپید ہوجائیں گے اور یہ شعر پڑھا، اندھوں سے بچتے ہوئے وہ ان سے ہم کلام نہیں ہوتے ورنہ دین کے اصل وارث توپہلے لوگ ہی ہیں۔

باب ذکر معاویہ

عن ابن مُليكته قال اوتر معاويه بعد العشأبركعته وعنده مولى لابن عباس فاتى ابن عباس فقال دعه فانه قد صحب رسول اللّٰه صلى اللّٰهعليه وسلم
(صحيح البخارى،جلداوّل صفحه ۵۳۱)
قال ابن ابى مليكه قيل لابن عباس هل لک فى اميرالمومنين معاويه فانه ماواوترالابواحدة قال اصاب انه فقيه. (ايضاً)

(۲)فقیہ الامت سراج الائم امیرالمومنین سیدناوامامنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک وتر پڑھا تو ابن ابی ملیکہ نے شکایتاً یہ بات حبرالامت حضرت ابن عباس سے کہی۔ جناب امام ابن عباس نے فرمایا وہ فقیہ اور مرید مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان کے بارے میں خاموشی اختیار کرو۔

قال رسول اللّٰه صلى اللّٰهعليه وسلم "احضروه امركم واشهدوه امركم فانه قوى امين" (البدايه جلد ۸ ص ۱۲۲)

(۳) حضور سرور کونین رسول الثقلین امام المشارق والمغارب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاارشادعالی ہے "اپنے امور، معاملات کی انجام دہی کیلئے معاویہ کے پاس جاؤ۔ وہ قوی و امین ہیں۔"

سیدنامعاویہ رضی اللہ عنہ آل حرب ہیں، بحرالعلم ہیں، فقیہ الامت ہیں

یہ حوالے ان کور بصرانِ سقفِ محراب کی چند حیائی ہوئی نظروں میں نہیں آتے؟ نہ جانے یہ ناقدینِ خاسرین کس زاویہ نگاہ سے تاریخ وحدیث کا مطالعہ کرتے ہیں۔
اب یہ کہا جائے کہ اور کوئی عالم نہیں یا کسی اور عالم وفقیہ کی ان کے سامنے کوئی حیثیت نہیں؟
یا یوں کہا جائے کہ حضور علیہ السلام نے لوگوں کے تمام امور کی انجام دہی کے لئے سیدنامعاویہ کو قوی وامین فرمایا، اب علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہ کی معاویہ کے مقابلہ میں کیا حیثیت ہے؟ کیونکہ حضرت رسول مقبول صلی

بقیہ ص ۱۱ پر

وہ مسلمان اور ہم مسلمان

مولانا عبدالعلی فاروقی (ایڈیٹر البدر کاکوری، لکھنؤ)

اسلام کی روشن تاریخ کے حوالوں سے اپنا تعارف کرانے والے ہم مسلمان، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فداکاریوں سے اپنا رشتہ جوڑنے والے ہم مسلمان، اسلاف کرام کی کمائی پر اپنا حق جتانے والے ہم مسلمان اور خون کے رشتوں سے اپنا حق جتانے والے ہم مسلمان اور خون کے رشتوں سے اپنی عظمت کے گیت گانے والے ہم مسلمان آخر "اپنی ذات" کے ذریعہ اپنا تعارف پیش کرنے سے کیوں گھبراتے ہیں؟ ماضی پر فخر کرنے کے بجائے حال کا آئینہ کیوں نہیں دکھا پاتے؟ اور خون کے رشتوں کے بجائے دین کے رشتوں اپنا سلسلۂ نسب کیوں نہیں ظاہر کرپاتے؟ کہیں سچائی وہی تو نہیں جو علامہ اقبال نے اس طرح بیان کردی ہے کہ

تھے تو وہ آباء ہی تمہارے مگر تم کیا ہو؟

ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا ہو

"فتح روم" کی داستان ہم مزے لے لے کر بیان کرتے ہیں، ہمارے "جذبۂ فخر" کے لئے حضرت فاروق اعظمؓ کے اس عظیم الشان کارنامہ سے بڑا سامان فراہم ہوجاتا ہے، عیسائیت کے اس سب سے بڑے مرکز ہی نہیں بلکہ اس وقت کے نقشہ کے لحاظ سے دنیا کی سب سے بڑی طاقت کا ٹکڑے ٹکڑے ہوکر بکھرنا۔ اور عرب کے ایک امی نبی کے "کفن بردوش غلاموں" کے ہاتھوں "سپر پاور" کا بھرم خاک میں مل جانا یقیناً وہ حیرت انگیز کارنامہ ہے جسے تاریخ کبھی فراموش نہ کرسکے گی۔ مگر ہم مسلمانوں کے سامنے یہ ایک سوال ضرور ہے کہ "کل کا مفتوحہ روم" آج کس کے قبضہ واقتدار میں ہے؟ اور کیوں؟

اور اسی کیوں کا جواب حاصل کرنے کے لئے آئیے اس کا پتہ لگائیں کہ روم کو کن لوگوں نے فتح کیا تھا۔ اور ان کے جذبات کیا تھے؟ اتنی بات پہلے ہی ذہن نشین رہنا ضروری ہے کہ روم بس ایک حملہ ہی میں فتح نہیں ہوا تھا بلکہ اس پر بار بار لشکر کشی ہوئی تھی جان و مال کے نذرانے پیش کئے گئے تھے۔ وقت کی عظیم طاقت سے ٹکر لینے کے جرم میں دیوانوں اور سرفروشوں کی ہڈیاں ریزہ ریزہ کی گئی تھیں مگر یہ دیوانے اتنے "ہشیار" تھے کہ انہیں "عسر ویسر" یعنی تنگی و خوشحالی ہر دور میں اپنی نسبت و وابستگی، اپنی منزل اور اپنا مقصد یاد رہا۔

یاد رہے کہ روم کی سرحد اسلامی مملکت کے اس صوبہ شام سے ملی ہوئی تھی جس کے گورنر اسلامی تاریخ کے مایۂ ناز مدبر حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما تھے اور انھوں نے فوج و سپاہ اور مال و زر کی کمی کے باوجود اپنی حکمت عملی کے ذریعہ پڑوسی ملک یعنی "سپر پاور روم" پر اپنا دبدبہ قائم کررکھا تھا اور شاہ روم اپنی تمام تر قوت اور فوج و سپاہ کی فراوانی کے باوجود سہما سہما سا رہتا تھا کیونکہ اسے یہ بات اچھی طرح معلوم تھی کہ اس کے پڑوسی مسلمانوں کو شمشیر و سناں اور فوج و سپاہ سے مرعوب نہیں کیا جاسکتا، ہاں ان کے دل میں

اگر خوف ہے تو اپنے خالق و مالک کا اور محبت و اطاعت کا سیل رواں ہے تو اپنے ہادی و رہبر محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور ایسا کیوں نہ ہوتا جب کہ تاریخ نے محفوظ کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل روم کے درمیان ایک "میعادی نامہ جنگ معاہدہ" ہوا اور طے پایا کہ اس مقررہ مدت کے اندر فریقین ایک دوسرے کے خلاف کسی قسم کی جنگی کارروائی نہیں کریں گے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یہ جانتے تھے کہ یہ "عارضی معاہدۂ صلح" صرف وقتی راحت کے لئے ہے اور اس کانٹے کو بالآخر جڑ سے اکھاڑنا ہی ہوگا۔ چنانچہ انھوں نے معاہدہ کی اس مدت کو اپنے تدبر کے ذریعہ "تیاری کی مدت" کے طور پر گذارا اور اسی دوران اپنی فوج اور فوجی ساز و سامان سرحد پر جمع کرتے رہے کہ صلح کی مدت پوری ہوتے ہی دشمن کو تیاری کا موقع دیئے بغیر حملہ آور ہو کر فتوحات حاصل کر لی جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ "معاہدہ صلح" کی مدت پوری ہوتے ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دشمن پر دھاوا بول دیا، شاہ روم اور اس کے حکام اس یلغار کو روکنے کے لئے قطعاً تیار نہ تھے اس لئے پیہم شکست سے دوچار ہوئے۔ دور تک آگے بڑھتے چلے گئے ابھی فتوحات کا یہ سلسلہ جاری ہی تھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے کانوں میں صحابی رسول حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کی آواز پڑی جو چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے

"وفا لا غدر وفا لا غدر" یعنی ایمان والوں کے لئے وفاداری سزاوار ہے غداری نہیں۔

حضرت معاویہ نے انہیں روک کر دریافت کیا کہ بات کیا ہے؟

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ میں نے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "دو قوموں کے درمیان جب صلح کا کوئی معاہدہ ہو جائے تو پھر کوئی فریق نہ عہد کھولے نہ باندھے یہاں تک کہ مدت پوری ہو جائے" ظاہر ہے کہ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کا منشا یہ بتانا تھا کہ فرمان رسول کی روشنی میں "معاہدہ صلح" کے دوران فوج کو کسی بھی طرح حرکت دینا درست نہیں نہ حملہ کرنے کے لئے نہ حملے کی تیاری کے لئے اور "ناجنگ معاہدہ" کے بعد معاہدہ کی مدت کے دوران فوج کو سرحد کی طرف بھیجنا بھی عہد کی پابندی نہیں عہد شکنی اور غداری ہے۔

اپنے آقا کا فرمان سامنے آتے ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے "فاتح فوجیوں" کو مفتوحہ علاقہ خالی کرتے ہوئے الٹے پیروں واپسی کا حکم دے دیا اور پھر بدترین دشمن کی زمین پر فتوحات کے جھنڈے گاڑنے والا یہ پورا لشکر کسی ادنیٰ تردد و تامل کے بغیر تمام مفتوحہ و مقبوضہ علاقے خالی کرتا ہوا واپس لوٹ آیا۔ اور یہ واپسی صرف اس لئے ہوئی کہ ان کی نگاہ میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی دنیا کی ہر بڑی سے بڑی فتح سے بالاتر تھی۔

کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے سوا دنیا کی تاریخ میں کوئی اور بھی ایسی مثال ہے کہ کسی فاتح نے اپنی بہترین صلاحیتیں صرف کر کے اور اپنی جان کو جوکھوں میں ڈال کر حاصل کی ہوئی فتح کو محض ایک اشارہ بلکہ محض ایک جملہ یا زیادہ صحیح لفظوں میں "کسی ایک کی خوشنودی" کی خاطر تج دیا ہو؟

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے عظیم الشان کارنامہ "فتح روم" کی بات چلے تو ہمیں اسلام کے جاں باز سپاہی، عاشق صادق اور صحابی رسول حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے اس "مومنانہ کردار" پر بھی غور کرنا چاہیئے جو انہوں نے شاہ روم کے روبرو پیش کر کے فتح و شکست کا اصل راز دنیا کو بتایا تھا۔ واقعہ یوں ہوا کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم سے ایک اسلامی لشکر نے روم پر چڑھائی کی مگر اس مہم میں کوئی بڑی کامیابی نہ مل سکی اور بہت سے مسلمان مجاہدین قید کر لئے گئے۔ ان ہی قیدیوں میں حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

جب شاہ روم کو ان کی اہمیت اور "خصوصی حیثیت" کے بارے میں پتہ چلا تو اس نے انہیں بطور خاص اپنے دربار میں طلب کر کے ان سے کہا "اگر تم اپنا دین (اسلام) چھوڑ کر عیسائیت قبول کر لو نہ صرف یہ کہ میں تمہیں رہا کردوں گا بلکہ تمہیں اپنی بادشاہت و سلطنت میں بھی حصہ دار بنالوں گا۔ اور اگر تم اس پیشکش کو قبول نہیں کرو گے تو یقیناً تمہیں قتل کرادوں گا"۔

حضرت عبداللہ نے یہ سن کر برجستہ فرمایا۔ تمہاری دھمکی یا لالچ کا ہم دل والوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا ہے اگر تم اپنی پوری سلطنت بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے عوض دے دو تو بھی ایک پل کےلئے بھی میں تمہاری پیشکش کو قبول نہیں کروں گااور اس دین اور اس مبارک نسبت پر اپنی جان قربان کردینا اپنے لئے باعث سعادت قرار دوں گا۔

بھرے دربار کے اندر شاہ روم جیسے پرشکوہ اور ظالم حکمران کو طیش میں لانے کےلئے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ "ٹکاسا جواب" بہت کافی تھا۔ چنانچہ اس نے فوراً حکم دیا کہ

"ان کو سولی پر لٹکا کر ان کو تیروں سے چھید و مگر یاد رہے کہ ہمارا مقصد انکی جان لینا نہیں بلکہ ان کے دین سے ہٹا کر اپنے دین میں شامل کرنا ہے۔ بس جوں ہی یہ اس کے لئے آمادہ ہوجائیں انہیں سولی سے اتار دینا"۔

شاہی حکم کی تعمیل شروع ہوئی، تیروں کی بارش ہونے لگی، ساتھ ہی بار بار یہ بھی کہا جاتا رہا کہ "اب بھی ہمارا مذہب قبول کر کے اپنی جان پر رحم کرو"۔ مگر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا وہی ایک جواب کہ دین کی نسبت پر جان دینا تو جان کی سوارتی ہے، پھر میں کیوں کر اس سے پھروں؟

بادشاہ کو جب اس ثابت قدمی اور والہانہ جذبۂ فدائیت کی اطلاع دیتے ہوئے بتایا گیا کہ اس دیوانے کو تو اپنی جان کی مچھر کے پر کے برابر بھی پرواہ نہیں ہے۔ پھر بھلا اسے اس کے دین سے کیونکر پھیرا جاسکے گا؟ تو یہ سن کر وہ غصہ میں تلملا اٹھا اور ایذارسانی کا نیا حکم یوں جاری کیا کہ

"دیغ میں پانی کھولا کر اس کھولتے ہوئے پانی میں ان کے سامنے پہلے ان کے ساتھی کو ڈالو اور جب وہ ساتھی اپنے انجام کو پہنچ جائے تو پھر اسی طرح ان کو بھی ایسے ہی پانی میں ڈال کر ختم کردو"

کارندوں نے فوراً تعمیل حکم کرتے ہوئے گرم اور کھولتے ہوئے پانی میں حضرت عبداللہ کے سامنے ان کے ایک ساتھی کو ڈال دیا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ کھال جلی، گوشت جلا، چربی پگھلی اور ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو کر پانی میں مل گئیں۔

ایک انسان دوسرے انسان پر اور ایک مومن بھائی دوسرے مومن بھائی پر ظلم کے یہ پہاڑ ٹوٹتے دیکھنے پر مجبور ہو تو اسکے دل پر کیا گذرے گی؟ اور پھر جب اس سے یہ کہا جارہا ہے کہ اگر تم بادشاہ کا کہنا نہیں مانو گے اور اپنی ضد پر قائم رہو گے تو تم کو بھی یہی سزا ملے گی۔ مگر واہ رے عشق رسول اور اس کی سرمستی کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں ذرا بھی لغزش نہ آئی اور اس دلدوز اور انسانیت سوز منظر کو دیکھ کر بھی نہ وہ اپنی بات سے پھرے نہ ہی ان پر خوف کے کچھ آثار ظاہر ہوئے۔

بالآخر انہیں بھی کھولتے ہوئے پانی میں ڈال کر گھلا دینے کی غرض سے لے جایا گیا۔ مگر انہیں جوں ہی وہ دیغ کے قریب پہنچے زار وقطار رونے لگے۔ یہ منظر دیکھ کر ظلم کے لئے بڑھتے ہوئے ہاتھ فوراً رک گئے، اس لئے نہیں کہ ان کے دل "رحم آشنا" ہو گئے بلکہ اس لئے کہ امید کی ایک کرن پھوٹی کہ شاید عبداللہ موت سے ڈر کر ہمارا مذہب قبول کر لیں۔

جھٹ پٹ بادشاہ کو اطلاع دی گئی اور خوش خوش ربائی کا حکم لئے عبداللہ کے پاس آگیا اور بولا کہ تم پہلے ہی میری بات مان لیتے تو تمام تکلیفوں سے بچ جاتے، اچھا خیر اب بھی وقت ہے بہتر ہوا کہ تم اپنی ضد سے باز آگئے اور ہمارا دین قبول کرنے پر آمادہ ہو گئے۔

بادشاہ کی بات سنتے ہی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تڑخ کر بولے، ایسا کچھ نہیں ہے، تم اپنی اس غلط فہمی کو دور کر لو کہ مرا رونا موت سے ڈر کر تھا۔ بلکہ میں رویا تو یہ سوچ کر تھا کہ میرے پاس ایک ہی تو جان ہے جو ابھی نکل جائے گی اور میرا جسم جل بھن کر ختم ہو جائے گا اور بس کہانی ختم۔ کاش کہ میرے پاس جسم کے بالوں کی تعداد میں جانیں ہوتیں اور میں ایک ایک کر کے وہ تمام جانیں اس دین برحق اور اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پر نچھاور کر دیتا۔

ایک "ایمان والے" کی یہ نرالی اور والہانہ ادا دیکھ کر شاہ روم کے لئے اپنا منہ پیٹ لینے کے سوا چارہ کیا تھا؟

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی اس داستان رنج ومحن اور ثبات وعزیمت کا ابھی کافی حصہ باقی ہے۔ لیکن اسی جگہ ٹھہر کر سوچنے کی بات یہ ہے کہ اتنے بڑے صاحب جبروت بادشاہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے، اور اس کے ظلم وستم کے تمام ہتھیاروں کو اپنی ایک جان ناتواں پر جھیل کر ناکام بنا دینے کا یہ حوصلہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو کہاں سے اور کیونکر ملا؟

فتح روم کے سلسلہ میں مندرجہ بالا دونوں واقعات ہی کو سامنے رکھ کر ہم اپنے حالات کا تجزیہ کریں تو بات بالکل عیاں ہو جائے گی ہم "فخر پسند" مسلمانوں کے لئے "فتح روم" بڑا کارنامہ اور لائق صد افتخار واقعہ ہے۔ جبکہ "فاتحین روم" کے لئے اس کی حیثیت نہ کسی کارنامہ کی تھی نہ ہی اس پر ان کی نگاہ گئی بلکہ ان کا مرکز نگاہ اور سرمایہ، فخر دین اور صرف دین تھا کہ جس کی سربلندی پر وہ شاداں وفرحاں بھی ہوئے اور اس کے لئے وہ اپنے جسم اور اپنی جان کو لئے ہوئے کوشاں بھی رہے۔ جبکہ ہم؟؟

اب فیصلہ ہمیں خود کرنا ہے کہ ان "قدوسیوں" سے اپنا رشتہ جوڑنے میں کیا ہم حق بجانب ہیں؟ اور اگر نہیں تو اپنا "سلسلۂ نسبت" درست کرنے کے لئے ہمیں کیا کرنا ہے؟"

موت کے بعد زندگی

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

قرآن مجید کا بیان اور اس کے دلائل

اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے علم کے بعد دوسرا بڑا علم جو انبیاء دنیا کو عطا کرتے ہیں اور جو ان کے بغیر کسی اور ماخذ سے قطعاً حاصل نہیں ہو سکتا۔ وہ یہ علم ہے کہ انسان مر کر دوبارہ زندہ ہوگا اور یہ عالم ٹوٹ پھوٹ کر دوبارہ بنے گا۔ اس دوسری زندگی میں انسان کو اپنی پہلی زندگی کا حساب و کتاب دینا ہوگا۔ اس بنے دنیا کی زندگی میں جو کچھ کیا ہے وہ اس کے سامنے آئیگا۔ انسان کے پاس اس علم کے حصول کے لئے انبیاء کے سوا کوئی ذریعہ نہیں انسان کے پاس علم کے اخذ کرنے کی جو طاقتیں ہیں۔ ان سے نہ یہ علم ابتداً حاصل کیا جاسکتا ہے اور نہ اس کی تردید کی جا سکتی ہے حواس، عقل، تجربہ اور ان کے علاوہ انسان کی مخفی طاقتیں (حواس باطنی) اور اشراق و روحانیت میں سے کوئی قوت اور ماخذ ایسا نہیں ہے جس سے اس عالم کی زندگی کے علاوہ کسی اور زندگی کے وجود اور اس کی تفصیلات کو ثابت کیا جا سکے اور نہ کوئی ایسی صورت ممکن ہے کہ اس زندگی میں عالم آخرت کا مشاہدہ کیا جاسکے، یہ معلومات سب غیب سے تعلق رکھتی ہیں اور غیب کا ادراک انسان خود نہیں کر سکتا، اس کے علوم اور اس کی عقل اس کے حاصل کرنے میں انسان کی کوئی مدد نہیں کر سکتی، ان علوم اور عقل کے ذریعہ نہ اس کو ثابت کیا جاسکتا ہے اور نہ اس کی تردید کی جاسکتی ہے۔

انسان کے لئے دو ہی باتیں باقی رہ جاتی ہیں یا انبیاء پر اعتماد کر کے اور ان کے دعویٰ کی صداقت کے شواہد و قرائن کو دیکھ کر ان کے بیان کی تصدیق یا بغیر کسی علمی ثبوت اور دلیل کے اس کا انکار۔

ترجمہ: ''آپ کہہ دیجئے کہ جو مخلوقات بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں ان میں سے کسی کو بھی غیب کا علم نہیں سوا اللہ کے (اور اسی لئے) انہیں معلوم نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے بلکہ آخرت کے بارے میں ان کی سمجھ بالکل عاجز ہو گئی ہے بلکہ وہ اس کے بارے میں دھوکے میں ہیں بلکہ وہ اس سے بالکل اندھے ہیں۔'' (النمل ع ۹)

لیکن جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے اس پیش آنے والی حقیقت کے شواہد (آیات) اور اس کے وجود کے امکانات اس دنیا میں اور اس زندگی میں ملتے ہیں جن سے انسان یہ قیاس کر سکتا ہے کہ یہ واقعہ ہر طرح ممکن ہے۔ اور اس میں کوئی عقلی اشکال نہیں ہے۔

اس کا ایک بڑا قرینہ اور اس کا ایک شاہد خود انسان کی پیدائش اور اس کی زندگی ہے اس نے عدم سے وجود تک، پھر وجود کے بعد تکمیل وجود تک کتنے منازل طے کیے ہیں۔ اس نے مٹی سے نطفے، نطفے سے جمے ہوئے خون کی یا جونک کی شکل اختیار کی، پھر ایک مشکل یا غیر مشکل گوشت کا ٹکڑا بنا، پھر ہڈیوں کا ڈھانچا بنا، پھر اس کو گوشت کا جامہ پہنایا گیا، پھر وہ ایک دوسری مخلوق بن کر نمودار ہوا، پھر اس پیٹ کی اندھیری کوٹھڑی سے نکلنے کے بعد وہ کچھ مدت تک طفولیت کے گہوارہ میں رہا، پھر جوانی کے سرسبز میدان میں قدم

رکھا، پھر یا تو اس کا دوسرا قدم موت کی چوکھٹ پر پڑا، یا اس کو اتنی مہلت ملی کہ زندگی کی اس بہار کو دیکھ کر اس نے بڑھاپے کی فصلِ خزاں بھی دیکھی اور زندگی کا الٹا سفر شروع کیا، یعنی جوانی کے بعد بڑھاپے میں پھر اس پر بچپنے کی کیفیتیں طاری ہونے لگیں، اس کی قوتوں نے ایک ایک کر کے جواب دے دیا ذہن اور حافظہ نے ساتھ چھوڑا، وہ بچے کی طرح بے بس، دوسروں کی دستگیری اور خبر گیری کا محتاج ہوا۔ اس پر خود فراموشی طاری رہنے لگی، اس کے لیے ہر جانی پہچانی چیز انجانی ہو گئی۔

اس منزل پر سفر کا ایک حصہ ختم ہو گیا لیکن اس کا سفر ختم نہیں ہوا، صرف سفر کی ایک درمیانی منزل پیش آئی جس کا نام عالمِ برزخ ہے۔

موت اک ماندگی کا وقفہ ہے
یعنی آگے چلیں گے دم لے کر

پس جس کو انسان کی اصل و حقیقت (مٹی اور پانی) اور پھر اس کا آغاز اور اس کی خلقت معلوم ہے اس کے نزدیک مر کر زندہ ہونے میں کونسا عقلی اشکال ہے اور جس نے انسان میں اتنے انقلابات کا مشاہدہ کیا اس کے لیے ایک آخری انقلاب کو ممکن ماننے میں کیا دشواری ہے۔ زندگی کے بعد موت کا دوسرا کھلا ہوا نمونہ زمین کی دوبارہ زندگی کے مناظر ہیں جو بار بار آنکھوں کے سامنے آتے رہتے ہیں، یہ زمین جس کے سینہ میں ہزاروں پیدا ہونے والے انسان اور زندہ ہونے والے حیوانات کی زندگی کی امانتیں اور خزانے ہیں، وہ خود مردہ پڑی ہوتی ہے۔ اس کے ہونٹوں پر سوکھ کر پپڑیاں جم جاتی ہیں۔ وہ مٹی کا ایک بے حس و بے جان لاشہ ہوتا ہے جس میں نہ خود زندگی ہوتی ہے اور نہ کسی اور چیز کے لیے زندگی کا سامان، لیکن جب اس کے ہونٹوں پر آسمانی آبِ حیات کے قطرے گرتے ہیں اور اس کا حلق تر کرتے ہوئے سینہ تک پہنچ جاتے ہیں تو وہی زمین موت کی نیند سے دفعتاً بیدار ہوجاتی ہے اس میں زندگی کی توانائی اور جوانی کی رعنائی دوڑ جاتی ہے وہ گویا کہ جھومتی اور مست ہوتی ہے۔ اس کا دھانہ دولتوں، شادابیوں اور زندگی کا خزانہ اگل دیتا ہے۔ مہکتا ہوا سبزہ، لہلہاتی ہوئی کھیتی اور سطحِ زمین پر ابھرے ہوئے اور پھیل جانے والے کیڑے اور حشرات زمین کی اندرونی زندگی اور حیات بخشی کا پتہ دیتے ہیں۔ برسات اور بہار کے موسم میں زمین کی اس زندگی کا منظر کس نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا؟ زندگی بعد موت کے شواہد و مناظر ہر جگہ دیکھے جاسکتے ہیں اور ہر ایک ان کو دیکھ سکتا ہے۔ البتہ جو شخص تشریحِ اجسام اور زمین کے احوال و تغیرات سے واقف ہے اور جس نے نباتات و حیوانات کے ظہور و نشو و نما کا مطالعہ کیا ہے اس کے لیے اس کی تصدیق اور بعثت بعد الموت کے قیاس کا زیادہ موقع ہے۔ اس لیے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جا بجا ان دونوں حقیقتوں کو حیات بعد الممات کے ثبوت کے لیے پیش کیا ہے اور ان کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ایک جگہ فرماتا ہے:

ترجمہ: "اے لوگو اگر تم کو قیامت کے بارہ میں شک ہے تو (غور کرو کہ) ہم نے تم کو بنایا ہے مٹی سے پھر نطفہ سے پھر بندھے ہوئے خون سے پھر گوشت کے مشکل یا غیر مشکل ٹکڑے سے تاکہ ہم اپنی قدرت

تمہارے لیے ظاہر کریں اور ٹھہرا دیتے ہیں جس نطفہ کو چاہیں رحم میں ایک مقررہ مدت تک پھر نکالتے ہیں تم کو بچہ بنا کر تا کہ پھر تم پہنچو پوری جوانی کو اور بعضے تم میں وہ ہوتے جو اٹھا لیے جاتے ہیں (جوانی ہی میں) اور بعضے وہ ہوتے ہیں جو پہنچائے جاتے ہیں (بڑھاپے والی) نکمی عمر تک (جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ) علم و فہم حاصل کرنے کے بعد وہ پھر (سٹھیا کر) بے علم ہو کر رہ جاتا ہے (اور دوسری دلیل یہ ہے کہ) تم دیکھتے ہو زمین کو خشک پھر جب نازل کرتے ہیں اس پر بارش تو وہ ترو تازہ ہو جاتی اور پھولتی ہے اور طرح طرح کے خوشنما سبزے اگاتی ہے یہ سب اسی لیے ہے کہ اللہ کی ہستی ہی حق ہے اور جلائے گا مردوں کو اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور یقیناً قیامت آنے والی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ اٹھائیں گے قبر والوں کو۔"
(سورہ حج ع ۱)

دوسری جگہ فرمایا گیا:

ترجمہ: "اور ہم نے بنایا انسان کو مٹی کے خلاصے سے پھر رکھا ہم نے نطفہ ہم نے ایک محفوظ مقام میں (یعنی رحمِ مادر میں) پھر بنا دیا ہم نے اس نطفہ کو منجمد خون پھر کر دیا ہم نے اس جمے ہوئے خون کو گوشت کا ٹکڑا پھر بنائی ہم نے اس مضغہ گوشت میں ہڈیاں پھر جامہ پہنایا ہم نے ہڈیوں کو گوشت کا پھر ہم نے (اس میں روح ڈال کر) ایک نئی مخلوق بنا دی پس بڑی شان ہے اللہ کی جو تمام صناعوں سے بڑھ کر ہے۔ پھر تم سب اس کے بعد یقیناً مرو گے اور پھر قیامت کے دن یقیناً زندہ کر کے اٹھائے جاؤ گے"۔ (مومنون ع ۱۰)

زمین کی زندگی اور پانی کی جاں نوازی کی کیفیت قرآن نے اپنے معجزانہ الفاظ میں جا بجا بیان کی ہے۔

"اللہ ایسا قادر و حکیم ہے کہ وہ بھیجتا ہے ہوائیں، پھر وہ اٹھاتی ہیں بادل پھر وہ اس کو پھیلا دیتا ہے فضائے آسمانی میں جیسے چاہتا ہے اور کر دیتا ہے اس کو ٹکڑے ٹکڑے پھر تم دیکھتے ہو مینہ کو، نکلتا ہے اس کے درمیان سے، پس جب پہنچا دیتا ہے، وہ بارش اپنے بندوں میں جن کو چاہتا ہے تو وہ خوشی کرنے لگتے ہیں حالانکہ اس بارش کے نزول سے پہلے وہ ناامید ہوتے ہیں سو اللہ کی رحمت کے آثار تو دیکھو وہ کیسے زندگی بخش دیتا ہے زمین کو اس کی مردگی کے بعد، بتحقیق یہی اللہ جِلانے والا ہے مردوں کو وہ ہر چیز پر قادر ہے" (الروم ع ۵)

ترجمہ: "اور اللہ ہی ہے جس نے بھیجی ہوائیں پس وہ اٹھاتی ہیں بادل کو، پھر ہانک دیتے ہیں اس کو کسی بے جان شہر کی طرف، پھر ہم اس کے ذریعے زندہ کر دیتے ہیں زمین کو اس کی مردگی کے بعد۔ بس ایسے ہی ہوگا حشر نشر۔" (فاطر ع ۲)

ترجمہ: "اور اس کی کھلی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تم دیکھتے ہو زمین کو بے جان خشک آثارِ حیات سے خالی، پھر جب ہم اس پر برسا دیتے ہیں پانی تو وہ ترو تازہ ہو جاتی ہے اور پھولتی ہے، یقیناً وہی اللہ جس نے زمین مردہ کو یہ زندگی بخشی وہی دوبارہ زندہ کرے گا مردوں کو اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔" (فصلت ع ۵)

ترجمہ: "اور وہ اللہ جس نے آسمان سے پانی ایک خاص مقدار میں پھر اس کے ذریعہ زندگی بخشی کسی مردہ علاقہ کو، پس ایسے ہی تم مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے۔" (زخرف ع ۱)

دو نشانیوں اور کھلے ہوئے دو نمونوں کے علاوہ بھی کائنات کا یہ عظیم و وسیع کارگاہ زندگی بعد موت ان کے نمونے اور منظر دن رات پیش کرتی رہتی ہے۔ یہاں دم دم بن بن کر چیزیں بگڑتی اور ٹوٹ پھوٹ کر بنتی

رہتی ہیں، ایک بے جان بے شعور چیز سے اچھی خاصی، جیتی جاگتی ذی حیات ہستی اور ایک اچھی خاصی جان دار ہستی سے بالکل بے جان اور مردہ چیز بر آمد ہوتی ہے بہت سی اشیا سے ان کے متضاد آثار و نتائج کا ظہور ہوتا ہے۔ بہت سی مخلوقات میں خلقت کا اعادہ اور زندگی کی بازگشت ہوتی رہتی ہے جس میں خالقِ کائنات کی اس لا انتہا قدرت، مخوقات کی ابتدائی خلقت اور تکوین و تخلیق کی وسعت کا کچھ بھی مطالعہ کیا ہے اس کو ایک لمحہ کے لیے بھی حیات بعد الموت میں شک نہیں ہو سکتا اور اس کے لیے اس میں قطعاً کوئی عقلی اشکال نہیں ہے۔

ترجمہ: ''کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کس طرح اوّل بار پیدا کرتا ہے مخلوق کو، پھر وہ ان کو دوبارہ پیدا کرے گا۔ یہ چیز اللہ کے لیے بہت آسان ہے۔ آپ ان سے کہیے کہ ملک میں چل پھر کر دیکھو کہ اللہ نے خلقت کو کس طرح پہلی دفعہ پیدا کیا ہے، پھر وہی اللہ آخری بار بھی پیدا کرے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔'' (العنکبوت ع ۱)

ترجمہ: '' نکالتا ہے اللہ زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور زندگی بخشتا ہے زمین کو مردگی کے بعد پس ایسے ہی قیامت میں تم اٹھائے جاؤ گے۔'' (روم ع ۲)

اللہ تعالیٰ کے لحاظ سے کسی چیز کو نیست سے ہست کرنا اور پھر اس کو دوبارہ زندگی بخشنا، دونوں یکساں طور پر آسان ہیں لیکن انسان کے لحاظ سے کسی چیز کا دوبارہ بنانا اس کے پہلی دفعہ بنانے سے بہرحال زیادہ آسان ہے اس لیے جس نے ایک بار خدا کی صفت خلق کا اعتراف کیا اس کے لیے اس صفت کے دوبارہ ظہور کا اعتراف کرنا بالخصوص جبکہ وہ مخلوق بالکل معدوم نہ بھی ہوئی ہو کچھ مشکل نہیں ہے۔

ترجمہ: ''وہی ہے جو اوّل بار پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا اور دوبارہ پیدا کرنا اس کو زیادہ آسان ہے اور آسمان و زمین میں اس کی شان سب سے اعلیٰ ہے اور وہ زبردست (قادر مطلق) اور حکمت والا ہے۔'' (روم ع ۳)

ترجمہ: ''کیا قیامت کا انتظار کرنے والا انسان اس حقیقت کو نہیں جانتا کہ ہم نے اس کو ایک حقیر نطفہ سے بنایا ہے سو اب وہ کھل کر اعتراض کرنے لگا ہے۔ اس نے ہماری شان میں ایک عجیب بات کہی اور اپنی پیدائش کو بھول گیا، اس نے کہا کہ کون زندہ کرے گا مردہ ہڈیوں کو جبکہ وہ بوسیدہ ہو جائیں گی۔ آپ کہیے کہ جس نے ان کو پہلی دفعہ بنایا تھا وہی ان کو دوبارہ زندہ کر دے گا اور وہ ہر طرح کی تخلیق کو خوب جانتا ہے وہی جو اپنی قدرت سے بعضے ہرے درختوں سے آگ نکالتا ہے۔ پھر تم اس سے آگ سلگاتے ہو۔ تو کیا جس نے زمین و آسمان پیدا کیے ہیں وہ اس پر قادر نہیں ہے کہ ان جیسے پھر پیدا کر دے؟ کیوں نہیں، وہ تو بہت پیدا کرنے والا، خوب جاننے والا، اس کی شان تو یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کو بنانا چاہتا ہے تو اس کو کہتا ہے کہ ہو جا، پس وہ ہو جاتی ہے۔ پس پاک ہے وہ ذات جس کے قبضۂ قدرت میں ہر چیز کا اختیار ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹو گے۔'' (یسین ع ۵)

ترجمہ: '' اور اللہ نے ایک خاص طور پر تم کو زمین سے پیدا کیا ہے۔ پھر وہ تم کو بعد مرگ اسی زمین میں لے جائے گا۔ پھر قیامت میں وہی تم کو اس سے باہر لے آئے گا۔'' (نوح ع ۱)

پھر جس نے اس عالم میں خدا کی صفات کا ظہور دیکھا ہے اور جو اس کی قدرت اور حکمت کے عجائبات

سے واقف ہے اس کے لیے یہ کیا عجیب چیز ہے۔
ترجمہ: "کیا ان لوگوں کو اس کا علم نہیں کہ جس اللہ نے زمین و آسمان پیدا کیے ہیں اور ان کی تخلیق سے وہ تھکا نہیں، وہ اس کی قدرت رکھتا ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے۔ بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔" (احقاف ع ۴)
ترجمہ: "کیا ان لوگوں نے اپنے اوپر کی جانب آسمان کو نہیں دیکھا ہم نے اس کو کیسا بنایا ہے اور (روشن ستاروں سے) اس کو رونق بخشی ہے اور اس میں کوئی رخنہ تک نہیں ہے اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور اس میں پہاڑ جمائے اور طرح طرح کے خوشنما سبزے اگائے اس میں ہر رجوع ہونے والے بندے کے لیے بینائی اور دانائی کا سامان ہے اور ہم نے آسمان سے برکتوں والا پانی برسایا، پھر اس کے ذریعے باغات اور کھیتی کا غلہ پیدا کیا، اور لمبی لمبی کھجوریں جن کے گچھے خوب گندھے ہوئے ہیں، یہ سب بندوں کی روزی کیلیے اور ہم نے اس کے ذریعے مردہ شہر کو زندگی بخشی، بس ایسے ہی ہوگا حشر و نشر۔" (ق ع ۱)
ترجمہ: "ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا، پھر تم (دوبارہ ہمارے پیدا کرنے کی) کیوں تصدیق نہیں کرتے اچھا تو یہ بتلاؤ کہ تم جو عورتوں کے رحم میں مادۂ تولید پہنچاتے ہو تو تم اس کو آدمی بناتے یا ہم بناتے ہیں۔ ہم نے تمہاری موت کے اوقات مقرر رکھے ہیں اور ہم اس سے عاجز نہیں ہیں کہ تم جیسے اور آدمی پیدا کر دیں اور تم کو ایسی صورت میں بنا دیں جس کو تم جانتے بھی نہیں اور جب تم کو اول پیدائش کا علم ہے پھر تم (اسی سے دوبارہ پیدائش کو) کیوں نہیں سمجھ لیتے۔ اچھا تو پھر یہ بتاؤ کہ تم جو زمین میں تخم ڈالتے ہو تم اس کو اگاتے ہو یا ہم اگاتے ہیں، اگر ہم چاہیں تو اس کو چورا چورا کر دیں جن سے تم متحیر رہ جاؤ اور کہنے لگو کہ ہم پر تو تاوان پڑ گیا، ہم تو بالکل محروم رہ گئے، اچھا یہ تو بتلاؤ کہ جو پانی تم پیتے ہو کیا تم نے اس کو بدلیوں سے اتارا ہے یا ہم اس کو برساتے ہیں، اگر ہم چاہیں تو اسکو کڑوا کر ڈالیں، سو تم شکر کیوں نہیں کرتے، اچھا یہ تو بتلاؤ کہ جو آگ تم سلگاتے ہو کیا تم نے اس کے درخت کو پیدا کیا ہے یا ہم پیدا کرنے والے ہیں۔" (واقعہ ع ۳)
ترجمہ: "معاد پر یقین نہ رکھنے والا انسان کیا یہ گمان کرتا ہے کہ وہ یوں ہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا (اور اس کا کوئی خاص مستقبل نہ ہوگا) کیا وہ پہلے ایک قطرۂ منی نہ تھا جو رحمِ مادر میں ٹپکایا گیا، پھر وہ منجمد خون ہو گیا، پھر اللہ نے اس پر صورت گری کی اور اس کے اعضا درست کیے۔ پھر اس سے دو قسمیں بنائیں مرد اور عورت تو کیا جس اللہ نے یہ سب کچھ اپنی قدرت سے کیا وہ اس پر قادر نہیں ہے کہ مردوں کو زندہ کرے۔" (قیمہ ع ۲)

اس عالم پر تفکر کی نظر ڈال لیں اور اس پر مجموعہ کائنات کو بحیثیت مجموعی اور اس کے اجزاء کو فرداً فرداً موجہ اور بامقصد پانے سے انسان کا اندرون اور اس کا وجدانِ سلیم خود شہادت دیتا ہے کہ اس عالم کے بعد ایک دوسرا عالم اور اس زندگی کے بعد ایک دوسری زندگی ہونی چاہیے جو اس عالم اور زندگی کا تتمہ ہو جس میں اس زندگی کے اعمال کے نتائج ظاہر ہوں، اگر یہ عالم اور زندگی نہیں تو انسان کی خلقت ایک فعلِ عبث اور یہ سارا کارخانہ بے مقصد اور بے غایت ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرتِ سلیم کو مخاطب کیا ہے اور فرمایا ہے:

ترجمہ: "کیا انسان خیال کرتا ہے کہ وہ یوں ہی بے کار چھوڑ دیا جائے گا۔" (قیمہ ع ۲)
ترجمہ: "کیا تمہارا گمان ہے کہ ہم نے تمہیں فضول و عبث پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف نہیں لوٹو گے" (مومنون)

زمین و آسمان کے متعلق فرمایا:

ترجمہ: "اور ہم نے زمین و آسمان اور اس کے درمیان کی کائنات کو بے کار اور بے مقصد نہیں پیدا کیا ہے اور ہم نے زمین و آسمان اور ان کے درمیان کائنات کو کھیل تماشے کے طور پر نہیں بنایا ہے" (الدخان)

زمین و آسمان اور ان کے عجائبات پر غور کرنے سے انسان کا ضمیر خود ہی شہادت دیتا ہے اور اس کی زبان خود اس کا اعتراف کرتی ہے۔

ترجمہ: "آسمان وزمین کی تخلیق میں اور یکے بعد دیگرے دن رات کی تبدیلی میں ان عقل و خرد والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو کھڑے بیٹھتے اور لیٹنے کی حالت میں اللہ کو یاد کرتے اور یاد رکھتے ہیں اور زمین و آسمان کی تخلیق کے بارہ میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار تو نے اس کارخانۂ عالم کو عبث اور بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ تیری ذات پاک ہے۔ پس تو ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا، تو نے جس کو دوزخ میں ڈالا اس کو رسوا ہی کر دیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔" (آلِ عمران ع)

ایمان بالآخرت کے خواص

ایک مستحکم اور راسخ عقیدہ، ایک صحیح اور بے عیب تخم کی طرح ہے جب دل کی زمین میں یہ تخم پڑ جائے اور زمین اس کو قبول کر لے اور پھر اس کی آبیاری اور خدمت بھی ہو تو اس سے ایک سرسبز پودا ظاہر ہوتا ہے، پھر وہ ایک درخت کی شکل اختیار کر لیتا ہے جو پوری زندگی کو اپنے سایہ میں لے لیتا ہے۔

ایمان بالآخرت بھی ایک تخم ہے جو اپنے اندر ذاتی خواص رکھتا ہے جب اس کا صحیح اور طبعی نشوونما ہو جاتا ہے تو پھر اخلاق و اعمال، سیرت و کردار، رفتار و گفتار کوئی چیز اس کے اثر سے خارج نہیں ہوتی، ایک معتقد آخرت اور منکر آخرت کی زندگی اور سیرت میں وہی فرق ہوتا ہے جو مختلف بیجوں سے پیدا ہونے والے درختوں کی شاخوں، پتوں اور پھولوں میں ہوتا ہے۔ معتقد آخرت کی نفسیت و مزاج، اس کی عقلیت، اس کے اخلاق، سب منکر آخرت سے مختلف ہوتے ہیں۔ یہ دو مختلف سانچے ہیں جن سے دو بالکل مختلف قسم کی ذہنیتیں ڈھل کر نکلتی ہیں۔ ان دونوں میں اصولی اور مرکزی فرق یہ ہوتا ہے کہ معتقد آخرت عاجل کے مقابلہ میں آجل، نقد کے مقابلہ میں قرض، مسرت فانی کے مقابلہ میں راحت جاودانی کا طلبگار ہوتا ہے۔ قرآن مجید نے اس اصولی فرق کو اپنی آیات میں بار بار واضح کیا ہے اور اہمیت کے ساتھ اس کو پیش کیا ہے، دنیا کو وہ عاجلہ کہتا ہے اور موت کے بعد کی زندگی کو وہ آخرت کہتا ہے اور دونوں میں انتخاب کی اجازت دیتا ہے۔

ترجمہ: "جو شخص دنیا ہی کی نعمت چاہے تو جتنا چاہیں گے اور جس کے واسطے چاہیں گے اس کو دنیا میں فی الحال دے دیں گے اور پھر ہم اس کے واسطے تجویز کریں گے جہنم جس میں وہ بد حال اور راندۂ درگاہ ہو کر داخل ہو گا اور جو کوئی آخرت کا ثواب اور اس جہان کی خوشی، عیش چاہے گا اور اس کے واسطے اسکی والی کوشش کرے گا اور شرط یہ ہے کہ وہ مومن بھی ہو تو ان کی کوشش مقبول ہو گی۔" (بنی اسرائیل ع ۲)

یہ دو مختلف قسم کی کھیتیاں ہیں، ایک کھیتی جو ابھی بوئی جائے اور آخرت میں کاٹی جائے، دوسری جو فوراً بوئی جائے اور فوراً کاٹی جائے۔ قرآن مجید میں جہاں دونوں کھیتیوں کا ذکر کیا ہے، وہاں ایک بڑا

لطیف فرق رکھا ہے فرمایا ہے کہ جو آخرت کی کھیتی چاہے گا ہم اس میں برکت عطا فرمائیں گےاور دنیا کی کھیتی چاہے گا ہم اسکو اس میں دے دیں گے، یعنی ایک کا نتیجہ فوراً ظاہر ہو جائے گا اور دوسرے کے نتیجے کے لیے انتظار کرنا پڑے گا۔

ترجمہ: ''جو کوئی آخرت کی کھیتی کا ارادہ کرے گا تو ہم اس کی کھیتی میں برکت دیں گےاور جو کوئی دنیا ہی کی کھیتی کو مقصد بنائے گا ہم اس کو اس میں سے کچھ نہ کچھ دے دیں گے۔ اور آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔'' (شوریٰ ع ۳)

منکر آخرت کی اس عاجلانہ اور مستعجلانہ ذہنیت کو صاف صاف بیان کیا گیا ہے:

ترجمہ: ''ہرگز نہیں تم تو بس دنیا کو چاہتے ہو اور آخرت کو چھوڑے ہوئے ہو۔'' (قیمہ ع ۱)

ترجمہ: ''یقیناً یہ لوگ دنیا کے متوالے ہیں اور اپنے آگے آنے والے بڑے بھاری دن کا خیال چھوڑے ہوئے ہیں۔'' (دھر ع ۳)

انہی لوگوں کے متعلق فرمایا گیا ہے:

ترجمہ: ''پھر ان کے بعد کے وہ جانشین آئے جو کتاب (تورات کے وارث ہوئے) اور (اس کے ذریعے) اس دنیا فانی کی دولت حاصل کرنے لگے (یعنی کتاب اللہ کے علم کو انہوں نے دنیاوی کمائی کا ذریعہ بنایا) اور (اس کو معمولی گناہ سمجھتے ہوئے) انہوں نے کہا کہ ہماری بخشش ہو ہی جائے گی اور (درحقیقت ان کا حال یہ کہ) اگر ان کو ایسی دولت (اللہ پر افتراء پردازی کر کے بھی) حاصل ہو تو وہ اس کو لے لیں گے۔ کیا ان سے اس کتاب کا عہد نہیں لیا گیا؟ کہ اللہ کے متعلق بجز حق کے کچھ نہ کہیں اور انہوں نے اس کتاب کے احکام کو پڑھا بھی ہے اور آخرت پرہیزگاروں کے لیے بہتر ہے۔ کیا تم اس کو سمجھتے نہیں۔'' (اعراف)

دونوں کے منتہائے نظر اور مطلوب میں بھی فرق ہوتا ہے۔

ترجمہ: ''اور بعضے آدمی ایسے ہیں جو دعا کرتے ہیں کہ اے رب ہم کو دنیا ہی میں دے دے اور ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اور بعضے وہ ہیں جو یوں دعا کرتے ہیں کہ ہمارے رب ہم کو دنیا میں بھی اچھی زندگی دے اور آخرت میں بھی اچھی زندگی عطاء فرما اور دوزخ کے عذاب سے ہم کو بچا۔'' (بقرہ ع ۲۵)

زندگی اور دنیا کے متعلق دونوں کا تخیل اور نقطۂ نظر ایک دوسرے سے اصولی طور پر مختلف ہوتا ہے، ایک کہتا ہے:

ترجمہ: ''اے میری قوم! یہ دنیا تو بس ایک کھیل تماشا ہے آخرت ہی اصل ٹھکانے کا گھر ہے۔''

دوسرا کہتا ہے:

ترجمہ: ''یہاں میرے لیے بس دنیوی زندگی ہی ہے اور ہمیں اسی دنیا میں مرنا اور جینا ہے اور ہم دوبارہ زندہ نہیں کیے جائیں گے۔'' (مومنون)

آخرت کے عقیدے کے ساتھ تکبر، ذاتی رفعت کا شوق اور زمین میں فتنہ و فساد اور تخریب کا جذبہ جمع نہیں ہو سکتا ان مقاصد و اخلاق کو اس عقیدے کے مزاج سے کوئی مناسبت نہیں، اللہ تعالیٰ نے صاف کہ دیا ہے۔

ترجمہ: ''آخرت کا یہ گھر (جنت اور اسکی نعمتیں) ہم ان لوگوں کے لیے مخصوص کرتے ہیں جو زمین میں اپنی بڑائی اور فساد انگیزی نہیں چاہتے اور اچھا انجام صرف پرہیزگاروں کے لیے ہے۔'' (قصص پ ۲۰)

اس لیے ایک معتقدِ آخرت کی زندگی میں ذاتی سر بلندی کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا، اس سے حکومت و اقتدار کی حالت بھی بندگی اور نیاز مندی کی خو نہیں جاتی۔ بلکہ جس قدر اس کی گردن فراز ہوتی ہے اسی قدر اس کا سرِ نیاز جھکتا ہے۔ اس کو جب طاقت اور دولت حاصل ہوتی ہے تو وہ ایک منکرِ آخرت (قارون) کی طرح نہیں پکار اٹھتا کہ:

ترجمہ: ''مجھے یہ اپنے ہنر اور دانش سے حاصل ہوئی ہے۔'' (زمر پ ۲۴)

بلکہ ایک خدا شناس اور معتقد آخرت بندے (سلیمان کی طرح) کہتا ہے:

ترجمہ: ''یہ میرے پروردگار کی بخشش ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری۔'' (النمل پ ۱۹)

وہ جب اپنے ہاتھوں کو کھلا ہوا اور اپنی سلطنت کو پھیلی ہوئی دیکھتا ہے تو اس پر ایک خدا فراموش بادشاہ (فرعون) کی طرح یہ نہیں کہہ اٹھتا:

ترجمہ: ''کیا ملک مصر اور یہ حکومت میری نہیں ہے؟ اور نہریں میرے نیچے بہ رہی ہیں۔'' (زخرف پ ۲۵)

ترجمہ: ''کون مجھ سے زیادہ طاقت ور ہے'' (حم پ ۲۴)

بلکہ ایک پیغمبر بادشاہ کی طرح اس کا دل حمد سے لبریز اور اس کی زبان شکر سے زمزمہ سنج ہو جاتی ہے اور بے اختیار ہو کر کہتا ہے۔

ترجمہ: ''اے اللہ مجھے توفیق دے اور میرے لیے مقدر کر دے کہ میں تیرے ان انعامات کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر فرمائے اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں جو تجھے پسند ہوں اور اپنی رحمت سے مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل کر۔'' (النمل پ ۱۹)

وہ دنیا کی اس حکومت پر مطمئن اور قانع نہیں ہوتا، وہ جانتا ہے کہ اصل عزت آخرت کی عزت ہے اور اصلی دولت خدا کی سچی غلامی کی دولت ہے۔ اس لیے وہ خدا کے انعامات کے شکر کے ساتھ جس آخری چیز کی خواہش کرتا ہے وہ یہ ہے کہ دنیا سے ایک سچے فرمانبردار کی طرح اٹھے اور خدا کے نیک بندوں میں شامل ہو۔ حضرت یوسف علیہ السلام کہتے ہیں:

ترجمہ: ''اے پروردگار تو نے مجھے بادشاہت دی اور خوابوں کی تعبیر کی علم اور اس کے ذریعے حقائق فہمی بھی عطا فرمائی، زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے تو ہی دنیا و آخرت میں میرا کارساز ہے اب تو مجھے اسلام کی حالت میں دنیا سے اٹھا لے اور صالحین کے ساتھ شامل کر دے۔'' (سورہ یوسف پ ۱۳)

معتقدِ آخرت دنیا کی رسوائی کے مقابلہ میں آخرت اور میدان حشر کی رسوائی سے زیادہ ڈرتا ہے، وہ اس کے تصور سے لرزاں رہتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے:

ترجمہ: ''اے اللہ! مجھے اس دن رسوا نہ کرنا جب لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔ جس دن مال و اولاد کچھ کام نہ آئیں گے اور بس وہی لوگ (اس دن رسوائی سے بچیں گے) جو قلبِ سلیم لے کر آئیں گے۔'' (شعراء پ ۱۹)

اللحیتہ فی الاسلام

عبدالشہید سلمان ملتان

اسلام میں داڑھی کی حیثیت

سبحان من زین الرّجال باللحی وزین النسآء بالذوائب

پاک ہے وہ ذات جس نے آراستہ کیا مردوں کو داڑھیوں سے اور عورتوں کو مینڈھی چوٹیوں سے۔

محبت حیرت انگیز اثر رکھتی ہے اور جب وہ انسان کے فکر و شعور پر چھا جاتی ہے تو محبوب کے سوا کچھ نظر نہیں آتا

آئی جو ان کی یاد تو آتی چلی گئی
ہر نقشِ ماسوا کو مٹاتی چلی گئی

محب کی نظر محبوب پر ہوتی ہے وہ دیکھتا ہے کہ محبوب کیا کر رہا ہے، محبوب کیا کہہ رہا ہے جو وہ کہتا اور کرتا ہے یہ بھی وہ کہتا اور کرتا چلا جاتا ہے۔ اس کے دل میں کوئی وسوسہ نہیں آتا تمام اندیشوں سے پاک مردانہ وار آگے بڑھتا ہے بقول اقبال:

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، دین حق کی شرط اوّل ہے اور اطاعت اس محبت کا عملی مظاہرہ ہے۔

(الف) من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ (۱) جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی

(ب) قل ان کان اباءکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال ان قترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومسٰکن ترضونھا احب الیکم من اللّٰہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یأتی اللّٰہ بامرہ واللّٰہ ولا یھد القوم الفاسقین. (۱)

آپ فرما دیجئے اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور برادری اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو اور من بھاتے مکان۔ اگر یہ سب چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری معلوم ہوتی ہیں تو انتظار کرو۔ یہاں تک کہ بھیجے اللہ اپنا حکم اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

محبت کے چار تقاضے اور داڑھی

۱۔ اگر نبی علیہ السلام کسی چیز کا استحسان ظاہر فرمائیں تو دانش کا تقاضا ہے کہ اسے قبول کیا جائے۔

۲۔ اگر کسی چیز کو پسندیدہ نگاہوں سے دیکھ کر خود اپنا اسوہ بنا لیں تو منہاج نبوت کے عقیدت مندوں کا

خوشگوار وظیفہ یہی ہونا چاہیے کہ وہ بھی اسے دستور العمل بنالیں۔

۳۔ اور اگر آپ کی مقدس ہستی کسی چیز کے بارے میں ترغیبی کلمات بھی استعمال فرمائے یعنی دوسروں کے حق میں بھی اسے پسند کرے تب تو وہ حرزجان بنا لینے کے قابل ہے۔

۴۔ اور اگر اس سے بھی بڑھ کر کسی چیز کو وہ اپنی امت کے حق میں ضروری قرار دیں تو اس کی تعمیل میں سر جھکا دے اور گریز و فرار سے اجتناب کرے۔

حسنِ اتفاق سے داڑھی کے مسئلہ میں یہ چاروں وجوہ مشروعیت جمع ہیں۔

ارشادات رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور داڑھی:

(۱). انھکوا الشوارب واعفوا اللّحٰی. (۲) مونچھوں کو خوب کتراؤ، داڑھیاں بڑھاؤ۔

(۲). عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم امر باحفاء الشارب واعفاء اللحیة. (۵)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھیں خوب کتروانے اور داڑھی بڑھانے کا حکم دیا

(۳). وفروا اللحی وقصوا لشوارب. (۲) داڑھیاں خوب بڑھاؤ اور مونچھیں کترواؤ۔

(۴). ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم امر باحفاء الشوارب اعفاء اللّحٰی (۷)

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیاں چھوڑ دو۔

(۵). وفروا عثانینکم وقصوا سبالکم (۱۹) داڑھیاں خوب بڑھاؤ اور مونچھیں کتروالیا کرو

ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین

خالفوا المشرکین احفوا لشوارب واوفروا اللحیة (۲) مشرکین کے خلاف کرو مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھی خوب بڑھاؤ

ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مجوس:

جزوا الشوارب وارخوا اللحی خالفوا المجوس. (۷) مونچھیں کترو، داڑھیاں بڑھنے دو، آتش پرستوں کے خلاف کرو۔

ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور یہود:

احفوا الشوارب واعفوا اللحٰی ولا تشبھوا باالیھود (۶)

مونچھوں کو خوب پست کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ یہودیوں کی سی صورت نہ بناؤ۔

ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل کتاب:

قصوا سُبالکم ووفروا عثانینکم وخالفوا اھل الکتاب (۱۹)

مو نچھیں کترو اور داڑھیاں خوب بڑھاؤ۔ اہل کتاب (یہود نصاریٰ) کے خلاف کرو۔

شاہ ایران کے ایلچیوں سے ارشاد

انهما دخلا على رسول الله صلى الله عليه وسلم كاناقد حلقا لحاهما واعفيا شواربهما فكره النظر اليهما وقال ويلكما من امر كما بهذا، قالا ربنا (يعنيان كسرى) فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لكن ربى امرنى باعفاء لحيتي وقصّ شواربي. (١٦)

یہ دونوں جب بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تو داڑھیاں منڈائے ہوئے اور مونچھیں بڑھائے ہوئے تھے۔ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے دیکھنے میں بھی کراہت محسوس ہوئی۔ آپ نے فرمایا تمہارا ناس ہو، تمہیں یہ حلیہ بنانے کا کس نے کہا، وہ بولے، ہمارے پروردگار (شاہ ایران کسریٰ) نے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر مجھے تو میرے رب نے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں ترشوانے کا حکم فرمایا ہے۔

غور کا مقام:

غور کیجئے! آتش پرستوں کی داڑھی منڈی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئی دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کراہت آئی تو اس حالت میں ہمیں دیکھیں گے تو کیا چہرۂ انور نہ پھیر لیں گے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی:

شفاء قاضی عیاض مالکیؒ میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ، حضرت علی، حضرت ہند ابی بالہ، حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنھم اجمعین سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک میں روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم روشن رنگ والے تھے اور بڑی پھیلی ہوئی داڑھی والے تھے کہ وہ تمام سینے کو بھر دیتی تھی۔ (۲۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وكانت لحيته قد ملات من هٰهنا الى ههنا، وامرّ يديه على عارضيه. (۲۰) پہلے فرمایا "كث اللحيته" ہاں، گھنی داڑھی تھی پھر اپنے رخساروں پر ہاتھ پھیر کر بتایا کہ ریش مبارک یہاں سے یہاں تک بھری ہوئی تھی۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں كان رسول الله صلى الله عليه وسلم كثير شعراللحيه. (۳)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک میں بال بڑی کثرت سے تھے۔

ایک ہندوستانی شاعر کا واقعہ:

ایک ایرانی، ہندوستانی شاعر مرزا قتیل کا صوفیانہ کلام سن کر غائبانہ طور پر اس کا دلدادہ ہو گیا۔ شوق ملاقات میں ہندوستان آیا جب شاعر کے گھر پہنچا تو وہ داڑھی مونڈ رہا تھا، ایرانی ہکا بکا رہ گیا پھر ان دونوں کے درمیان جو گفتگو ہوئی وہ دفتر محبت کا ایک روشن باب ہے سنیے!

ایرانی: آغا ریش می تراشی (جناب! آپ داڑھی مونڈ رہے ہیں)

مرزا قتیل: بلے موئے می تراشم و لے دل کسے نمی خراشم

ہاں داڑھی مونڈ رہا ہوں کسی کا دل نہیں چھیل رہا

ایرانی:۔ آرے، دل رسول اللہ می خراشی

ہاں ہاں، یہ استرا تیرے رخساروں پر نہیں بلکہ رسول اللہ کے دل پر چل رہا ہے۔

یہ سننا تھا کہ شاعر غش کھا کر گر پڑا بہت دیر بعد جب ہوش آیا تو زبان پر یہ شعر تھا

جزاک اللہ کہ چشم باز کر دی

مرا با جانِ جاں ہمراز کر دی

خدا تجھے جزائے خیر دے کہ تو نے میری آنکھیں کھول دیں اور مجھے محبوب کا رازدار بنا دیا۔

میرے عزیزو اور میرے بزرگو! جب کبھی اپنا شیو بنایا کرو یا ایک مٹھی سے کم کاٹا کرو. تو ایک لمحہ کے لئے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کر لیا کرو شائد ان کی یاد تمہارے دل کی دبی چنگاری روشن کر دے۔

مذہب حنفیہ اور سنت رسول:

امام محمد فرماتے ہیں وکذا یحرم علی الرجل قطع لحیۃ . کتاب الآثار

اور درمختار میں ہے لم یحبہ احد (۱۴)

مرد کے لئے داڑھی مونڈنا حرام ہے اور کسی نے بھی اسے پسند نہیں کیا بلکہ اس کے مونڈنے پر حرام ہونا امت کا اجتماعی فیصلہ ہے۔ (بحوالہ وجوب اللحیہ)

مذہب شافعیہ اور سنت رسول:

فقہ شافعی کی کتاب شرح العباب میں ہے قال ابن الرافعہ ان الشافعی نص فی الام بالتحریم (۱۶)

امام ابن رافعہ کہتے ہیں کہ کتاب الام میں خود امام شافعی نے اس کے (یعنی حلق لحیہ کے) حرام ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔

مذہب مالکیۃ اور سنت رسول:

فقہ مالکیہ کی کتاب "الابداع" میں ہے مذهب السادات المالكية، حرمة حلق اللحية وكذا قصها اذا يحصل به مثلة. (۱۶) حضرات مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ داڑھی مونڈنا حرام ہے اور اسی طرح اس کا کتروانا بھی حرام ہے جب کہ اس سے صورت بگڑے۔

فقہ حنبلی اور سنت رسول:

فقہ حنبلی کی کتابوں "شرح المنتہی" اور "شرح منظومۃ الاداب" میں ہے

المعتمد حرمة حلقها ومنهم من صرح باالحرمته ولم يحک خلافاً كصاحب الانصاف. (١٦)
معتبر قول یہی ہے کہ داڑھی مونڈنا حرام ہے اور بعض علماء مثلاً مؤلف "انصاف" نے حرمت کی تصریح کی ہے اور اس حکم میں کسی کا بھی خلاف نقل نہیں کیا۔
چاروں فقہا کی بحث "اوجز المسالک" میں پڑھی جا سکتی ہے۔

سنت رسول اور فرشتوں کی تسبیح:

ان لله ملئكة تسبيحهم، سبحان من زين الرجال باللحى والنساء بالقرون. (١٣)
کیمیائے سعادت، الغزالی)
بے شک اللہ عزوجل کے کچھ فرشتے ہیں جو اس طرح اللہ کا ذکر کرتے ہیں" پاک ہے وہ ذات جس نے داڑھیوں سے مردوں کو زینت بخشی اور عورتوں کو مینڈھیوں سے۔

تقاضائے فطرت اور داڑھی:

شیطان مردود جب راندۂ درگاہ ہوا تو اس نے کہا تھا
ولا ضلنهم ولا منينهم ولامرنهم فليبتكن اذان الانعام ولامرنهم فليغيرن خلق الله. (١)
اور میں ان کو گمراہ کروں گا اور میں ان کو ہوسیں دلاؤں گا اور میں ان کو تعلیم دوں گا جس سے چار پاؤں کے کانوں کو تراشیں گے اور میں ان کو تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے
حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ فوائد بیان القرآن میں تحریر فرماتے ہیں کہ "ولامر نھم فلیغرن خلق اللہ" میں داڑھی منڈانا بھی داخل ہے۔
داڑھی رکھنا نئی چیز نہیں، داڑھی منڈانا نئی چیز ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں
عشرة من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحية. (٤)
دس چیزیں ایسی ہیں جن کا فطرت انسانی تقاضا کرتی ہے منجملہ ان میں سے یہ بھی ہیں مونچھیں کتروانا اور داڑھی بڑھانا ایک اور حدیث پاک میں ارشاد ہے
فسبحانه ما أسخف عقول قوم طوّلوا الشارب واعفوا اللحى عكس ماعليه فطرة جميع الأمم قد بدلوا فطرتهم نعوذ باالله (٩)
سبحان اللہ! ان لوگوں کی عقل کس قدر بے مایہ ہے جنہوں نے مونچھیں بڑھائیں اور داڑھیاں پست کیں۔ گزشتہ اقوام کی فطرت کے بالکل الٹ انہوں نے اپنی فطرت اور خلقت ہی بدل دی، خدا کی پناہ۔

داڑھی کی شرعی مقدار:

بہت سے حضرات ایسے ہیں جو داڑھی منڈانے کو تو معیوب سمجھتے ہیں لیکن داڑھی کم کرنے اور

کتروانے کو معیوب نہیں سمجھتے حالانکہ جس طرح شریعت مطہرہ میں داڑھی رکھنے کا حکم ہے اسی طرح اس کی مقدار بھی معین ہے اور وہ مقدار ایک قبضہ مٹھی ہے اس سے کم کرنا بالاتفاق تمام علماء کے نزدیک ناجائز اور حرام ہے گو اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ اگر ایک مٹھی سے بڑھ جائے تو اس کو کم کرنا چاہیے یا نہیں۔

حدیث پاک میں ارشاد ہے

۱. ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یاخذمن لحیتہ من طولها ومن عرضها. (۷)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ریش مبارک کے طول و عرض سے لیا کرتے تھے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ انہ کان یقبض علی لحیتہ ثم یقص ما تحت القبضة. (۱۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ داڑھی کو مٹھی میں لیتے پھر مٹھی سے جتنا زیادہ ہوتی کتر ڈالتے۔

۳. عن ابی زرعة قال کان ابی هریرة رضی اللہ عنہ یقبض علی لحیتہ فیأخذ مافضل عن القبضة. (۱۲)

حضرت ابی زرعۃ فرماتے ہیں کہ حضرت ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ داڑھی کو مٹھی میں لیا کرتے تھے جو مٹھی سے بچ جاتی اسے کاٹ دیتے۔

۴. الاخذ من دون اللحیتہ وهی دون القبضة کما یفعلہ بعض المغاربة ومخنثة الرجال (۱۱)

ایک مشت سے کم داڑھی ہو تو اس میں سے لینا ایسا ہی ہے جیسے بعض مغربی زنانے زنخے کرتے ہیں

۵. تقصیراً للحیة من قدر المسنون وهوا القبضة حرام (۱۰)

داڑھی اگر سنت کے مطابق ہے یعنی ایک مشت تو پھر اس میں سے کاٹنا حرام ہے

۶. قال کعب الاحبار یکون فی آخرالزمان اقوام یقصون لحاهم کذنب العمامة ویعرقبون نعالهم کالمناجل اولئک لا خلاق لهم (۱۳)

حضرت کعب الاحبار سے روایت ہے آخری زمانے میں چند قومیں ایسی ہوں گی جو داڑھیوں کو کبوتر کی دم کی طرح کاٹیں گی اور دراتیوں کی طرح جوتوں کی ایڑیاں بلند کریں گی۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کا کوئی حصہ نہیں (یعنی آخرت میں)

نوٹ: داڑھی کی شرعی مقدار پر تفصیلی بحث مفتی جمیل احمد تھانویؒ کی کتاب ''حیلۃ اللحیۃ'' میں قابل دید ہے۔

داڑھی سے بچنے کے حیلے بہانے کرنا:

سچا عاشق حیلے بہانے نہیں کرتا بلکہ وہ تو محبوب کی ہر ادا پر جان نچھاور کرتا ہے۔

حضرت مولانا سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم سے دوران درس مقامی کالج کے پروفیسر نے کہا کہ حضرت داڑھی خلاف فطرت ہے کیوں کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے داڑھی نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا ہاں جب آپ پیدا ہوئے تھے تو دانت بھی نہیں تھے اس لئے اب خلاف فطرت ہیں توڑ دیجئے اور بدن پر کپڑے بھی نہیں تھے

لہذا فطرت کا لباس زیب تن ہو کر کالج تشریف لیجائیے۔

اسی طرح سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ حضرت داڑھی رکھنا مشکل ہے تو جواباً فرمایا: "ہاں خالصہ کالج (جو کہ سکھوں کا کالج تھا) والوں کے لئے مشکل نہیں اسلامیہ کالج والوں کے لئے مشکل ہے۔

آنکھیں مندھی ہوئی ہوں تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا

حرف آخر کے طور پر عرض ہے کہ داڑھی کو اللہ نے پسند کیا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند کیا، اس کے فرشتوں نے پسند کیا اور پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس سنت پر عمل کیا۔ چاروں اماموں نے اس کی حرمت کا اعلان کیا بزرگوں نے اپنے اپنے چہروں کو اس سے زینت بخشی اب ہم کیوں مغربیت سے متاثر ہو گئے ایسا نہ ہو اس سنت کے بغیر موت آجائے اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم حوضِ کوثر پر چہرۂ انور پھیر لیں۔

ماخذ مراجع

۱۔ القرآن، النساء، ۸۰، التوبہ ۲۴، النساء ۱۱۸

۲۔ البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل (م ۲۵۶ھ) صحیح البخاری، ج ۲، ص ۸۷۵

۳۔ القشیری، ابوالحسین عساکرالدین مسلم بن حجاج (م ۲۶۱ھ) صحیح مسلم ج ۲، ص ۲۵۹

۴۔ النسائی، الحافظ احمد بن علی (م ۳۰۳ھ) سنن نسائی،

۵۔ السجستانی، ابوداؤد بن سلیمان اشعث (م ۲۷۵ھ) ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۵

۶۔ الطحاوی، ابوجعفر احمد بن محمد الحنفی (م ۳۰۱ھ) شرح معانی الاثار، ج ۲ ص ۲۷۸

۷۔ الترمذی، ابوعیسی محمد بن عیسی (م ۲۷۹ھ) جامع ترمذی ص، ۳۹۴

۸۔ المسند، احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) المسند بحوالہ وجوب اللحیۃ

۹۔ العینی، بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد (م ۸۵۵ھ) شرح صحیح البخاری ج ۱۰ ص ۱۸۳

۱۰۔ ابن نجیم مصری، زین العابدین بن ابراھیم بن محمد (م ۸۶۱ھ) البحرالرائق ص ۷

۱۱۔ ابن ہمام سیواسی، کمال الدین محمد بن عبدالواحد (م ۸۶۱ھ) فتح القدیر ج ۲، ص ۲۷، ۷۷

۱۲۔ الفرغانی، ابوالحسن علی بن ابوبکر بن عبدالجلیل (م ۵۹۳ھ) الھدایہ شرح البدایۃ ص ۱۳۴۴

۱۳۔ محمد بن محمد غزالی، امام ابوحامد (م ۵۰۵ھ) احیاء علوم الدین

۱۴۔ محمد علاؤالدین الحنفی الحصکفی (م ۱۰۸۸ھ) درالمختار فی شرح تنویر الابصار

۱۵۔ دیوبندی، قاری محمد طیبؒ داڑھی کی شرعی حیثیت

۱۶۔ سہارنپوری، شیخ الحدیث مولانا زکریا، وجوب اللحیۃ

۱۷۔ سکھروی، ڈاکٹر محمد مسعود احمد، محبت کی نشانی

۱۸ - دیوبندی، حسین احمد مدنی، داڑھی کا فلسفہ

۱۹ - التھانوی، مفتی جمیل احمد، حلیۃ اللحیۃ

۲۰ - عیاض بن موسیٰ، القاضی ابوالفضل۔ الشفاء ج ۱ - ص ۳۸

حضرت مولانا
محمد علی
جالندھری
رحمہ اللہ

مجاہد ختم نبوت اور عظیم مبلغ کی داستان حیات
جدوجہد اور خدمات قیمت =/۱۰۰

تالیف: مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی رحمہ اللہ

مقدمہ:
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتھم

بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

وہاڑی و مضافات کے لئے عظیم
خوشخبری

ہمارے ہاں دینی کتابوں اور کیسٹوں کے علاوہ
طالبان اور دیگر جہادی تنظیموں کے کیلنڈر، اسٹیکر، کی رنگ (چابی چین)
بیج، جھنڈے اور بال پین وغیرہ ارزاں قیمت پر دستیاب ہیں۔

ادارہ نقیب اہلسنت متصل کلینک ڈاکٹر عبدالرشید وائٹ ہاؤس کلب روڈ وہاڑی

کارگل کے بعد

آغا غیاث الرحمن انجم

اطلاعات کے مطابق ہماری سیاسی قیادت کارگل سے مجاہدین کی واپسی یا پھر دستبرداری کا عمل کروا چکی ہے۔اور یہ پہلا موقعہ نہیں کہ پاکستان کی سیاسی قیادت نے کسی علاقے سے دستبرداری قبول کی ہو۔ بلکہ پاکستان کی باون سالہ تاریخ ہی مختلف علاقوں سے ہندوستان کے حق میں دستبرداری کی تاریخ ہے۔

۱۹۴۷ء میں ہماری سیاسی قیادت نے روپے میں سے بارہ آنے ہندوستان، بھارت کے حوالے کرنے اور چار آنے پاکستان اپنے پاس رکھنے پر رضامندی کا اظہار کیا۔ حالانکہ اصولی واخلاقی طور پر پورا ہندوستان ہمیں انگریز سے واپس لینا چاہیے تھا۔ کیونکہ غلامی سے قبل ہند کے مالک ہمیں تھے۔ اب اس بات کو ہماری کمزوری کہیے یا انصاف پسندی کہ سرزمین ہند میں سے صرف ۱/۴ علاقہ ہم نے پاکستان کے طور پر قبول کیا یا قبول کرنے پر مجبور ہوگئے۔ اس کے بعد حیدرآباد، جوناگڑھ، کشمیر، گوا، دمن دیو، کارگل سرینگر روڈ ،سیاچین اور اب کارگل وقتاً فوقتاً کچھ تو بھارت کی پیش قدمی سے بھارت کے قبضے میں اور کچھ ہماری دستبرداری کی شکل میں ہمارے ہاتھوں سے نکل کر بھارت کی آغوش میں چلے گئے۔

مشرقی پاکستان ہمارا ایسا بازو تھا جو ہمارے جسم سے کم و بیش ایک ہزار میل کے فاصلے پر تھا اور بیچ میں بھارت بیٹھا ہوا تھا۔ نہ مغربی پاکستان کی زمین مشرقی پاکستان سے ملتی تھی نہ ہوا نہ پانی اور نہ دریا ایک لمبا ہوائی، بحری چکر کاٹ کر بھارت سے بچتے بچاتے ہم مشرقی پاکستان پہنچتے تھے لیکن ۱۹۷۱ء میں مشرقی پاکستان بھارت کا بازو تو نہ بنا لیکن وہ مشرقی پاکستان بھی نہ رہا۔ البتہ بنگلہ دیش ضرور بن گیا۔ یہ سانحہ ایک ایسی پر اسرار اور لمبی داستان ہے جو حقیقت میں بھائی کو بھائی سے لڑانے اور ان کو ایک دوسرے سے جدا کرنے کی ایک سازش تھی۔ جس میں ہمارے ایسے ایسے مہربان بھی شامل اور شریک ہیں جن کے نام ہماری ہر سیاسی قیادت از راہ مروت آج تک حرف شکایت کے طور پر زبان پر نہیں لاسکی اور پاکستان کے ارباب کرسی واختیار کی ہمیشہ یہ ادا رہی ہے کہ انہوں نے ہر اہم معاملے پر قوم کو ہمیشہ اندھیرے میں بلکہ دھوکے ہی میں رکھا۔

داورِ حشر میرا نامۂ اعمال نہ پوچھ
اس میں کچھ پردہ نشینوں کے بھی نام آتے ہیں

۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگ میں امریکہ کی بڑھکیں اور اس کا ساتواں بحری بیڑا بظاہر ہمیں بچانے کے لئے آتا رہا بلکہ اس کے آنے کی بجائے ہمارے حکام اس کے آنے کی خوشخبریاں بڑے اہتمام کے ساتھ سناتے رہے مگر پوری دنیا نے یہ ضرور سن لیا اور دیکھ لیا کہ بنگلہ دیش بن گیا ہے۔

اب کارگل کے تازہ معاملہ میں بھی یہی کچھ ہو رہا ہے۔ پاکستان کی برسر اقتدار سیاسی قیادت کے دو اہم ستون وزارت خارجہ اور وزارت اطلاعات عرصہ تین ماہ سے تمام کام چھوڑ کر یہی یقین دہانی کرانے میں شب و روز مصروف ہیں کہ کارگل اور کشمیر کے مسئلہ پر تمام ممالک بالخصوص امریکہ و برطانیہ کا ہر بیان پاکستان ہی کی تائید کر رہا ہے۔

پاکستان کے وزیر خارجہ اور وزیر اطلاعات اور ان کے محکموں نے امریکہ اور صدر کلنٹن کے ہر بیان کو پاکستان کی تائید ثابت کرنے پر اتنی لایعنی اور دور از کار تاویلیں کی ہیں کہ پوری پاکستانی قوم انکی خوامخواہ کی تاویلوں سے تنگ آچکی ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ بیان صدر امریکہ دیتے ہیں اور اس کے معانی پاکستان کے وزیر خارجہ اور وزیر اطلاعات بیان فرماتے اور سمجھاتے ہیں۔ اس عاقبت نا اندیشانہ طرز کے علاوہ پاکستان کے یہ دونوں وزرائے کرام شعوری طور پر یا غیر شعوری طور پر یہ تأثر دے رہے ہیں کہ پاکستان نے کشمیر کے مسئلے کو محض بین الاقوامی شہرت دینے کے لیے کارگل کے مسئلے کو چھیڑا اور اس چھیڑ خانی کے بعد ہماری قیادت یہ سمجھتی اور سمجھاتی ہے کہ اس نے بہت بڑا تیر مار لیا ہے اور اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو چکی ہے۔ یہ گویا اپنے اوپر لگے مداخلت کے الزام کو قبول کرنا اور بھارت کے مؤقف کو سچ ثابت کرنا ہے کہ پاکستان مداخلت کار ہے۔ جبکہ ایسا نہیں ہے بلکہ یہ مسئلہ تو نصف صدی پرانا ہے جو بین الاقوامی برادری کی عدم توجہی اور اپنوں کی احمقانہ پالیسیوں کا شکار ہے۔ اس حماقت کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ یوں لگتا ہے کہ بڑے ممالک ہمیں منہ لگانے سے کترا رہے ہیں۔ ان حالات کے باعث پاکستان کی بعض سیاسی جماعتوں اور لیڈروں نے پر پرزے نکال کر اپنی اپنی دکان سجانا شروع کر دی ہے اور کارگل کے مسئلہ کو غنیمت جانتے ہوئے کشمیری مجاہدین اور شہداء کی لاشوں پر اپنے اقتدار کے محلات کی تعمیر کے خواب دیکھنا بھی شروع کر دیئے ہیں اس میں شک نہیں کہ کارگل سے مجاہدین کی واپسی کی حامی اور مخالف جماعتوں اور لیڈروں میں مخلص، فعال، باکردار اور ایثار پیشہ لوگ بھی موجود ہیں جو قربانی دینا جانتے ہیں لیکن اکثریت ان کی ہے جن کو صرف اور صرف اقتدار حاصل کرنے ہی میں دلچسپی ہے۔

بھارت میں بھی سیاسی جماعتوں اور سیاسی بازی گروں کا یہی حال ہے۔ لگتا ہے کہ کشمیر کارگل کی وجہ سے پورا بھارت اعصابی تناؤ اور ذہنی دباؤ کا شکار اس قدر ہو چکا ہے کہ وہاں کے بیشتر ٹی-وی پروگراموں اور ڈراموں میں بھی ہیر پھیر کر کے کارگل کشمیر کا ذکر کسی نہ کسی طور پر ضرور آجاتا ہے۔ اب تو نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ بھارت کے سیاست باز فلمی فنکاروں اور کھیل کھلاڑیوں تک کو اس مسئلے میں گھسیٹ لائے ہیں۔

اتفاق سے بھارت میں انتخابات بھی نزدیک ہیں۔ اس لئے وہاں پر ہر سیاسی جماعت اور سیاسی لیڈر مجبور ہے کہ وہ کارگل کشمیر کو کسی نہ کسی طور پر اپنی انتخابی مہم کا حصہ یا مدعا بنائے، لیکن جہاں تک متعصب ہندو جماعتوں کا تعلق ہے ان کی زندگی اور بقا اسی میں ہے کہ وہ مذہبی نفرتوں کو ہوا دیں۔ اس لئے یہ ہو نہیں

سکتا کہ وہ کارگل کشمیر کو مذہبی نفرت کارنگ دے کر بھارت کی سبکی کا انتقام بھارتی اقلیتوں سے نہ لیں۔ ویسے بھی وہاں کی متعصب اور تنگ دل ہندو جماعتوں کی نفسیات یہ ہے کہ بھارت اگر جنگ، سیاست یا کھیل کے میدان میں شکست اور ذلت سے دوچار ہو تو یہ جماعتیں کسی نہ کسی انداز میں اس کا انتقام بھارتی اقلیتوں سے ضرور لیتی ہیں اور احمد آباد کے حالیہ فسادات اسکی روشن دلیل ہیں۔

لیکن اس بار تو مشہور فرقہ پرست جماعت شیوسینا نے گراوٹ کی انتہا کردی۔ جب اس نے فلمی دنیا کے نامور ہیرو دلیپ کمار جیسے بے ضرر اور انسان دوست شخص کو اپنی بلیک میلنگ کا نشانہ بنانے کی پوری کوشش کی اور ان کے خلاف ممبئی میں جلوس نکال کر مطالبہ کیا کہ وہ پاکستان کی طرف سے ملنے والا اعزاز پاکستان کو واپس کردیں۔

اس سارے پلان کا ایک افسوس ناک پہلو یہ ہے اور پوری دنیا انڈین ٹی۔وی پر یہ منظر اپنی آنکھوں دیکھ چکی ہے کہ شیوسینا کی اس انتہائی گھٹیا حرکت کو وہاں کی حکومت اور انتظامیہ کی باقاعدہ آشیرواد حاصل تھی۔

اس لئے ضروری ہو گیا ہے۔ کہ پاکستان کی قیادت اور پاکستان کی پوری پبلک ٹھنڈے دل و دماغ، حقیقت پسندی، سنجیدگی اور پوری یکجہتی کے ساتھ نئے سرے سے پوری صورت حالات کا جائزہ لے۔ کھوکھلے نعرے، جذباتی باتیں، جھوٹے وعدے اور گھر بیٹھے دلّی کو فتح کرنے اور دلّی کے لال قلعہ پر سبز ہلالی پرچم لہرانے کے خواب دیکھنا دکھانا ترک کردے۔

اپنی غلطیوں، کمزوریوں، گناہوں کا اعتراف کرے خداوند کریم کے حضور سچے دل کے ساتھ معافی مانگ کر نیک نیتی، پوری محنت اور خلوص کے ساتھ ملک و قوم کو زراعتی، صنعتی اور دفاعی لحاظ سے خوش حال اور مضبوط ہی نہیں بلکہ خود کفیل بنانے کیلئے اپنی جدوجہد کا آغاز کردے۔ قومی مفاد اور ملکی سلامتی کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ بغیر کسی احساس کمتری کے دنیا کے تمام ملکوں کے ساتھ تعلقات استوار کئے جائیں۔ اور ان کے ساتھ ہمہ گیر معاہدات کئے جائیں۔

ھم اب تک اپنی حماقتوں اور خودغرضیوں کی وجہ سے ملک و قوم کو ذلت اور تباہی تک پہنچا چکے ہیں۔ یہ سلسلہ فی الفور بند ہو جانا چاہیئے۔ کیونکہ عالمی حالات صاف بتا رہے ہیں۔ کہ اب اسکی مزید کوئی گنجائش نہیں۔

کھول کر آنکھیں میرے آئینۂ گفتار میں
آنے والے دور کی اک دھندلی تصویر دیکھ

عبدالرشید ارشد،
وائس چیئر مین، ہومیو سائنس فاؤنڈیشن آف پاکستان۔

دہشت گرد کون؟ اُسامہ یا امریکہ

جب سے امریکن ورلڈ آرڈر وائٹ ہاؤس واشنگٹن سے سینہ دھرتی پر بسنے والی انسانیت پر "نازل" ہوا ہے۔ ہر خطہ کے لوگ دہشت گرد کے لفظ سے آشنا ہو گئے ہیں۔ یہ لفظ پہلے بھی لغت میں موجود تھا اور کبھی کبھار استعمال بھی ہو جاتا تھا مگر جو "عظمت" اس لفظ کو امریکی صدور نے بخشی ہے اسکی مثال یقیناً انسانی تاریخ سے تلاش کر لینا محال ہے۔ یہ لفظ اس قدر مقبول ہو گیا کہ گھر میں والدین بچوں کے لئے، گلی محلے میں احباب ایک دوسرے کے لئے بلکہ کہیں کہیں دفاتر میں بھی، اس کا استعمال شروع ہو گیا اور اس سے بھی بڑھ کر یہ لفظ اشتہارات کی زیب وزینت ہے۔

دہشت سے دہشت گرد بنا تو اسکا ایک ہی استعمال سامنے آیا کہ مثلاً امریکی صدور کو کبھی کولمبیا دہشت گرد ملا تو کبھی لیبیا و ایران و سوڈان۔ رہا عراق تو وہ دہشت گردوں کی صف میں نمبر ایک ٹھہرا۔ جب ایک طرف دہشت گرد ہوں تو لازماً ان کا توڑ شرفاء ہی کر سکتے ہیں اور آج کے دور میں جب چہار سو بزدل ہیں بھلا امریکہ سے بڑھ کر "شریف" اور "بہادر" کون ہے اس لئے یہ امریکہ ہی ہے جو ہر جگہ دہشت گردوں کی سرکوبی کر رہا ہے تاکہ انسانیت سکھ کا سانس لے۔ بہادروں کے دوست بھی بہادر ہی ہوتے ہیں، یوں امریکہ کو برطانیہ جیسا بہادر دوست بھی خوش نصیبی سے مل گیا۔ جہاں اس اسکی ضرورت ہوتی موجود ملتا ہے۔

امریکہ دہشت گردوں سے بڑے سائینٹیفک انداز سے نمٹتا ہے مثلاً عراق اور ایران جیسے دہشت گردوں کے لئے پہلے ناول کے انداز میں Crash-79 کے نام سے جنگ کی فیزیبیلٹی feasibiliby report لکھوا کر پھیلائی۔ ماحول تیار کیا، ذہن بنائے اور جب مطلوبہ نتائج نکلے یا incubation period پورا ہو گیا تو دونوں کے سینگ پھنسوا دیئے کہ مستقبل میں یہ دونوں مڈل ایسٹ میں امریکی یورپی مفادات کے لئے سد راہ ہونگے اس لئے ان کے افرادی، معاشی اور حربی وسائل ختم کئے جائیں۔

عراق و ایران کی طویل جنگ سے بلاشبہ امریکہ و یورپ نے مطلوبہ نتائج حاصل کر لئے مگر ہر طرح مادی تباہی کے باوجود اسلامی جوش و جذبہ کے جراثیم دونوں جگہ ہی باقی رہے اسی لئے دونوں ملک دشمنوں کی صف میں بدستور شامل رکھے گئے اور ان کے خلاف دوسرے طریقے آزمائے جاتے رہے۔

سوال کیا جاسکتا ہے کہ مڈل ایسٹ میں امریکی و یورپی مفادات ہیں کیا، جن کے لئے فوری اور لمبی منصوبہ بندی کی گئی۔ ان مفادات کو سمجھنے کے لئے کسی لمبی چوڑی تشریح یا عقل و شعور کی کثیر مقدار کی ضرورت نہیں ہے۔ مثلاً

مڈل ایسٹ میں برطانیہ کا حرامی بچہ اسرائیل، عربوں کے درمیان آباد ہے اور اس کا تحفظ ضروری ہے، امریکی صدور اسرائیل کی مالی اور اخلاقی معاونت کے بغیر مستحکم صدر نہیں رہ سکتے۔ امریکی ڈالر یہود کے چھ کونے والے David star کے بغیر بے وقعت ہے۔ چھ کونے کی ضمانت والی واحد عالمی کرنسی یہ ڈالر ہے،

فیصلؒ مرحوم کے جرعہ تیلOil ennbargo کے بعد امریکہ یورپ کے نزدیک سیال دولت پر قبضہ کرنا اور ماضی کی خفت کا بدلہ لینا خصوصاً سعودی حکومت سے پہلا ہدف تھا۔

عربوں کے درمیان زندگی گزارنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ ان میں سبھی لڑاکا نہیں ہیں اور ۶۷ کی عرب اسرائیل جنگ اس پر گواہ ہے۔ عربوں کے درمیان عراقی، اردنی، فلسطینی (حماس گروپ) شام (اخوانی گروپ) مصر (اخوانی گروپ) ہی اسرائیل سے پنجہ آزمائی کر سکتے ہیں یا شیعہ اہل ملیشیا کے لوگ بقیہ عرب فرمان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق "وہن" کا شکار ہیں اور وہن کے معنی عربوں سے بڑھ کر کون جانتا ہے کہ یہ "حب الدنیا" اور "کراہیۃ الموت" ہے اور عرب اس مرض کا کثرت سے شکار ہیں۔

امریکہ و برطانیہ نے بڑی عیاری کے ساتھ عربوں کو دوستی کا چکر بھی دیا اور پہلے اسرائیل کے ذریعے عراقی ایٹمی ری ایکٹر تباہ کرایا پھر اپنی خاتون سفارتکار کو عراق میں استعمال کرکے عراق کو اکسا کر کویت پر حملہ کرادیا اور ڈرامے کا ڈراپ سین ہوا کہ کویت اور سعودیہ کی مدد کے نام پر عراق کے خلاف اپنے حواریوں کے ہمراہ حملہ آور ہو گئے اور بد نصیب عرب اس دوستی پر بہت خوش تھے۔

عراق پر مذکورہ جارحیت کے متعلق چھپنے والی کتاب Military lessions of the Gulf ware میں چشم کشا حقائق ہیں صرف ایک پہلو ہی دیکھتے جائیے۔ کتاب کے مطابق ۴۳ روزہ جنگ کے دوران صرف امریکی جہازوں نے عراق پر ۱۰۹۸۷۶ حملے کئے، امریکی ہوائی اور بحری قوت نے ۸۸۵۰۰ ٹن بارود اور ۶۲۲۰ ٹن راکٹ اور میزائل برسائے یعنی صرف امریکی فوج نے روزانہ ۲۵۵۵ حملے کئے اور روزانہ ہر حملے میں ۳۵ ٹن بارود، اور یوں روزانہ ۱۵۲ ٹن وزنی راکٹ میزائل داغے۔ اور ۲۰۵۸ ٹن بم گرائے۔ برطانیہ اور فرانس وغیرہ کی کاروائی اسکے علاوہ ہے۔ ان اعداد و شمار کو جوان کے اپنوں نے مہیا کئے ہیں ایک دفعہ پھر گہری نظر سے دیکھئے۔

عراق پر ۴۳ دنوں میں استعمال ہونے والے بموں، راکٹوں اور میزائلوں کی تعداد کو سامنے رکھیں جو صرف امریکہ نے استعمال کئے، برطانیہ فرانس وغیرہ کے استعمال کردہ اسلحہ کو ملا کر اسی قدر اور جمع کرلیں، یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ یہ اسلحہ امریکہ، برطانیہ اور فرانس کے ماہر ہوا بازوں اور جنگجوؤں نے عراق پر گرایا اور یہ بھی کہ مزاحمت کسی جگہ نہ ہوئی۔ اگر واقعتاً اتنا اسلحہ عراق پر استعمال ہوا ہوتا تو عراق بابل کا کھنڈر ہوتا اس کی ایک ایک انچ زمین گڑھا ہوتی اور عملاً اقوام متحدہ کی ٹیموں کو عراق میں کیمیائی اور جراثیمی ہتھیار تلاش ہی نہ کرنے پڑتے مگر امر واقعہ یہ ہے کہ ہوا کچھ اور ہے۔

امریکہ، برطانیہ اور اتحادیوں نے اپنا پرانا اسلحہ منہ مانگی قیمت وصول کرکے یہاں ضائع کیا، نیا اسلحہ

عربوں کے خرچ پر اور عرب ملک پر ٹرسٹ کرلیا اور پھر عربوں ہی کے خرچ پر، جنگ کے نام پر افراتفری کے پردے میں بہت سا جدید اسلحہ اپنے لے پالک اسرائیل کے پاس پہنچایا عربوں کو یہ توفیق ہی نہ ہوئی کہ وہ محسنوں کی بیان کردہ تفصیلات اور وصول کی جانے والی رقوم کو جانچتے۔ انہیں تو صرف یہی خوشی تھی کہ بن بلائے ہمارے محافظ ہماری مدد کو آ گئے اور عراق کو خوب خوب سبق سکھایا مگر یہ بھول گئے کہ سبق عراقی صدر صدام کو نہیں سکھایا بلکہ سبق عراقی قوم کو سکھایا۔ صدام کے کس کس محل کو تباہ کیا گیا کوئی ہمیں بتا دے۔ اور عراقی عوام کس قدر تباہی کا شکار ہوئے ہم بتا دیتے ہیں۔

امریکہ و برطانیہ کی عیاری کہ وقفے وقفے سے عربوں کو سیٹلائٹ کی وہی پرانی تصاویر نئے فریم میں دکھا دیتے ہیں کہ صدام تمہاری سرحد کی طرف بڑھ رہا ہے۔ تمہیں ہماری پناہ کی سخت ضرورت ہے ہم جا کر واپس آئے تو تم پر بہت زیادہ مالی بوجھ پڑے گا۔ یہ تمہارے بھلے میں ہے کہ ہم یہیں رہ جاتے ہیں یہیں رہنے بس تھوڑی سی جگہ دے دو۔ عرب مہمان اور محسن کے قدر دان ہیں لہٰذا انہیں حسب منشا جگہ دے دی گئی۔

امریکہ برطانیہ نے صرف رہنے کی جگہ ہی نہیں لی اب وہ رہنے کا بل بھی وصول کرتے ہیں اور رہنے کی دیگر ضروریات بھی۔ ان ضروریات میں شراب بھی اور شراب کی دوسری طلب شباب بھی ہےاور اس پر قرآن گواہ ہے۔ ملکہ سبا نے اپنے مصاحبین سے کہا تھا کہ (حضرت) سلیمان سے صلح بہتر ہے کہ جنگ کی صورت میں افواج جہاں جاتی ہیں فتنہ فساد پھیلتا ہے۔ فتنہ وفسا کی کئی صورتیں ہیں۔ انگریز بہادر نے متحدہ ہندوستان میں ریڈلائٹ ایریا (رنڈیوں کے کوٹھے) کیوں متعارف کرائے تھے؟ یوں ان دو بدمعاشوں نے مرحوم شاہ فیصل کے آئل ایمبارگو کا بدلہ ہی نہیں لیا تیل کی دولت پر قابض ہوگئے کہ اب عرب چاہیں بھی تو انہیں نکال نہ سکیں۔

بات دہشت سے شروع ہوئی تھی ہم نے مذکورہ تفصیل اس لئے بیان کرنا ضروری سمجھا کہ آپ کو بھی امریکہ برطانیہ جیسے شریف ممالک کا دہشت گردی میں مجبوراً ملوث ہونا سمجھ آجائے ورنہ سطحی سوچ اور سطحی نظر سے آپکی نظر میں عالمی دہشت گرد ہوں گے امریکہ کو با امر مجبوری لیبیا کے خلاف دہشت گردی کرنی پڑی، اسی طرح ہی بہ امر مجبوری رات کی تاریکی میں ایران پر دہشت گردی پر مجبور ہونا پڑا جہاں الٹی آنتیں گلے پڑی کولمبیا پر دہشت گردی بھی ایسی ہی ایک مجبوری تھی اسکے محسن اور برطانوی حرامی بچے اسرائیل کی لبنان اور شام وغیرہ پر دہشت گردی بھی مجبوری ہے ورنہ امریکہ برطانیہ ایسی جسارت پر کبھی خاموش نہ بیٹھتے۔

کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی ملک کے تمام شہری بے غیرت و بے حمیت یا مفاد پرست ہوں۔ ہر معاشرے اور ہر ملک میں حمیت و غیرت کی قدروں کے امین بھی ہوتے ہیں اور ایسے لوگ کسی مخصوص ملک کا سرمایہ نہیں ہوتے بلکہ یہ پوری ملت کا سرمایہ افتخار ہوتے ہیں تاریخ میں ایسے بے شمار نام محفوظ ہیں، یہ صلاح الدین ایوبی ہوں یا محمد بن قاسم اور طارق بن زیاد وغیرہم۔ جدید دور کے صلیبیوں کے لئے بھی ایسے بے شمار نام ہیں کوئی چیچن محاذ پر ہے تو کوئی افغانستان محاذ پر سینہ سپر ہے تو کوئی دوسرا منڈے ناؤ میں جان لڑا رہا ہے۔

ایسے ہی بہت سے ناموں میں سے ایک نام اسامہ بن لادن کا ہے جسکی دینی اور ملی غیرت نے حرمین کے سایہ میں دہشت گرد صیہونی اور نصرانی افواج کے قیام کو ناپسند ہی نہیں کیا بلکہ اس کے خلاف آواز بلند کی اور جس آواز کو وہاں کے حکمرانوں نے اپنے اقتدار کے لئے مہلک جانا کہ ان کے نزدیک اقتدار کا استحکام ودوام صرف امریکی برطانوی دہشت گردوں کی چھتری تلے ہی ممکن ہے اصل حاکم اعلیٰ انکی نگاہ سے اوجھل ہے۔

اسامہ روس کے خلاف افغان بھائیوں کی مدد کر رہا تھا تو مجاہد تھا اور امریکی مدد و تعاون کا مستحق اور جب بات امریکی مفاد کے خلاف ہوئی تو وہی مجاہد دہشت گرد ہی نہیں عالمی سطح کے دہشت گردوں کی فہرست میں سب سے اوپر ہے عقل و بصیرت کا یہ معیار چشم فلک نے کہاں دیکھا ہوگا۔

سینہ دھرتی کا بدترین و بدنما داغ، مسلمہ جنسی درندہ اور مسلمہ عالمی دہشت گرد آج باؤلا ہو رہا ہے اور چہار سو اسے سوتے جاگتے دہشت گرد نظر آ رہے ہیں۔ اور کور چشم جس آنکھ سے دیکھ رہا ہے، اس پر دشمنی کا چشمہ لگا ہے کہ کشمیر میں نصف صدی پر محیط بھارتی دہشت گردی اور انسانی حقوق کی پامالی اسے نظر نہیں آتی، فلسطین میں، لبنان میں اپنے ناجائز کاشت شدہ پودے اسرائیل کی روزمرہ دہشت گردی نظر نہیں آتی اور سب سے بڑھ کر وہ خود اور برطانیہ ملکر روزانہ عراق میں نام نہاد سیکیورٹی زون کے نام پر جو دہشت گردی اور غنڈہ گردی کر رہے ہیں اس پر نہ انہیں شرم و حیا ہے نہ عالمی برادری کو اور ان سے بڑھ کر بے حمیت و بے غیرت خادمین کو جنہیں مسلمان ہونے کا دعویٰ ہے مگر جھوٹے ہیں۔

عربوں کی حمیت و غیرت کا بڑا نام تھا۔ عراق ایران جنگ میں عربوں نے عراق کی بھرپور مدد کر کے ثبوت بھی دیا مگر آج وہ غیرت و حمیت مر چکی ہے کہ انہی کے ایک خوددار بیٹے کے پیچھے ہاتھ دھو کر یہود و نصاریٰ باؤلے شکاری کتوں کی طرح سونگھتے پھر رہے ہیں مگر عربوں کی رگ حمیت و غیرت نہیں پھڑکتی کہ اسامہ جو کچھ بھی ہے وہ عربوں کا بیٹا ہے۔ امریکہ اور برطانیہ یہود و ہنود کی مدد سے، عربوں سے ہتھائے گئے وسائل صرف کر کے ایک عرب کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ اپنے خود ساختہ فتووں کی بنیاد پر اب تک کئی ایک اذیتیں دے چکے ہیں جیلوں میں ڈال چکے ہیں اور ان غیور مجاہدوں کو پکڑنے پکڑوانے میں بے غیرت مسلمان حکمران پیش پیش ہیں اور انہیں میں سے ایک اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حکمران ہیں جنہوں نے صلیبی دہشت گرد کلنٹن کو افغانستان میں اسامہ تک رسائی کے لئے اپنی سرزمین استعمال کی اجازت دی اور مدد و تعاون کا یقین دلایا "ہم وہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود"

کلنٹن کی دیدہ دلیری کہ جسے چاہتا ہے دہشت گرد قرار دے کر اسے سزا دینے کے لئے حرکت میں آجاتا ہے، یو این او سے یقیناً کوئی بہتر توقع نہیں رکھی جاسکتی کہ ضمیر سے عاری یہ ادارہ یہود نے اپنے اور نصرانیوں کے مفادات کے تحفظ کے لئے تشکیل دیا تھا اور اسکی نصف صدی کی تاریخ اس پر گواہ ہے۔ اسرائیل اور بھارت اسکی کسی قرارداد پر عمل نہ کریں تو دہشت گرد نہیں ہیں انسانی حقوق کی پامالی نہ جنرل کونسل کو نظر آئیگی نہ اسکی سلامتی کونسل کو، کسی کونے سے انکے خلاف قرارداد کا شبہہ ہوتے ہیں ویٹو کا

ہتھوڑا سر پر اور اگر بھارت کا کارگل میں تکلیف ہو یا اسرائیل کے پاؤں میں چبھے تو ہر ادارہ بے چین، کلنٹن اور ٹونی بلیئر کی نیندیں حرام۔ پھر بحری بیڑے سے کارروائی کی دھمکی اور اس پر امت مسلمہ کے "مسلمہ" مسلمانوں کے ضمیر نہیں جاگتے۔

ہمیں ہنود یہود و نصاریٰ سے گلہ نہیں کہ وہ مسلمہ طور پر اسلام کے ابدی دشمن ہیں اور الگ الگ وجود رکھنے باوجود الکفر ملتہ واحدہ کے مصداق اسلام کے خلاف جدواحد کی حیثیت رکھتے ہیں، واقعہ کارگل اسکی ادنیٰ سی مثال ہے۔ ہمیں گلہ ان مسلمان کہلوانے والے حکمرانوں ہے جنکی یو این او میں معقول تعداد ہے، وہ بہترین پریشر گروپ ہیں مگر احمقوں کی طرح پنجہ یہود میں زندگی انجوائے کر رہے ہیں اور دشمن کی چھتری تلے اپنے اقتدار کو مستحکم سمجھتے ہیں اور حقیقی دوستوں کو دشمن سمجھ کر دشمن سے مروانے کے لئے بے چین و بے قرار ہیں۔ انہی ملی محسنوں میں ایک نام اسامہ ہے۔

دہشت گرد کے معنی لغت میں امن و سکون کو غارت کرنے والے کے ہیں، دنیا کے بسنے والوں کی بنیادی خواہش امن و سکون ہے اور امن و سکون کے دشمن دہشت گرد ہیں مگر نیرنگئی حالات کہ دہشت گردوں کا مقابلہ کر کے امن و سکون بحال کرنے والی قوت کو دہشت گرد کہا جا رہا ہے اور بہت سے عقل کے اندھے مسلمان بھی مسلمہ دہشت گردوں کی لے میں لے ملا کر اسی سر پر گا رہے ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ اسلام سے قبل، عرب قبائل کی پھیلائی دہشت گردی کو اسلام نے امن سے بدلا، عرب کے اندر بھی اور باہر عجم میں بھی۔ صلاح الدین ایوبی اور محمد بن قاسم بھی دہشت گردی ختم کرنے کے لئے میدان جہاد میں تھے۔ صلاح الدین ایوبی کو رچرڈ یا دوسرے عیسایوں نے کبھی دہشت گرد نہ کہا بلکہ تاریخ گواہ ہے کہ عیسائیوں نے فاتح مسلمانوں کو محسن کہا کہ انہوں نے ان کے اپنے ہی مسیحی دہشت گردوں سے نجات دلائی۔ ایک نہیں کئی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

جن کی اپنی تاریخ دہشت گردی کے شرمناک واقعات کا مرقع ہو وہ اگر دوسروں کو دہشت گرد کہیں تو انہیں شرم آنی چاہیے مگر "شرم چہ کیتست کہ پیش مرداں آید" کے مصداق انہیں کیوں آئے جن کے ضمیر مردہ ہیں۔ آج عالمی ضمیر مردہ ہے کہ یہودیوں نے نصرانیوں کی مدد سے ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف، لندن اور پیرس کلب کی مالیاتی ترغیب و تحریص سے ضمیروں کے سودے کر رہے ہیں۔ انہیں اپنی منصوبہ بندی پر فخر ہے اور انہیں اپنی جہالت و حماقت و بے ضمیری و مفاد پرستی پر فخر ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اسامہ ملت مسلمہ کا محسن ہے، حمیت و غیرت کا نشان ہے، جہاد کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ پر بے مثل ایمان کی نشانی ہے۔ زندگی اور موت کے فیصلے کلنٹن اور ٹونی بلیئر یا ضمیر فروش حکمران نہیں کرتے یہ فیصلے قادر مطلق رب ذوالجلال کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ ایسے چھچھورے بدطینت لوگوں کی کوشش سے کسی کو شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے تو خالق کے ہی فیصلے کے مطابق سبب بننے والا بے غیرت تو صرف رو سیاہی خریدتا ہے۔

آغا غیاث الرحمٰن انجم

زبان میری ہے بات اُن کی

❖ وکیل کے خلاف عدالتوں کے چکر لگا کر تھک گیا ہوں۔ (عادل منیر کی وزیر اعلیٰ سے فریاد)

بد دل نہ ہوں۔ فوری اور سستا انصاف آرہا ہے۔

❖ بھارتی فوج کو حالت جنگ میں رکھنے کا فیصلہ۔ (بھارت)

شانتی، مہاراج، شانتی

❖ رئیس اللہ بخش تکسی کا بیٹا اور بیٹی مسلم لیگ (ن) میں شامل ہوگئے۔ (ایک خبر)

جب تک مسلم لیگ (ن) برسر اقتدار ہے۔ اسی جماعت میں شامل ہونا ہی عقلمندی ہے۔

❖ گورنری کا حکم سوتے میں جگا کر دیا گیا (سابق گورنر سندھ)

اور جب آنکھ کھلی تو گورنری سہانا خواب بن چکی تھی

❖ عدالت میں پیش ہونے کا طریقہ سیکرٹریوں کو بھی معلوم نہیں (ہائی کورٹ لاہور)

بد قسمت قوم کے افسر اور خوش نصیب ماؤں کے بیٹے ایسے ہی ہوتے ہیں

❖ بیرون ملک بھجوانے کا جھانسہ دے کر رقم بٹورنے والوں سے پولیس نمٹے گی (ایک اخبار کی سرخی)

پولیس کے ہوتے ہوئے کسی اور کو پیسے بٹورنے کا حق نہیں

❖ سسٹم کو پولیس نے تباہ کیا (ہائی کورٹ لاہور)

این ہمہ خانہ آفتاب است

❖ بحیرہ چین کے جزیرے۔ ''سپر ٹیلی'' کی ملکیت کے دعویدار چین، برونائی، ملائیشیا، فلپائن، سنگاپور، تائیوان، کے علاوہ ویت نام بھی ہے (ایک امریکی اخبار کا انکشاف)

بھارت سے بھی پوچھ لیں۔ کہیں یہ اس کا بھی۔ ''اٹوٹ انگ'' نہ نکل آئے۔

❖ جناح ہسپتال لاہور کے چیف پروفیسر ڈاکٹر عیسیٰ محمد عدالت سے الجھ پڑے اور اونچا اونچا بولنے لگے (ایک خبر)

غریب مریضوں کو ڈانٹتے ڈانٹتے ڈاکٹر صاحب کو اونچا بولنے کی ذرا عادت سی پڑ گئی ہے

❖ بھارت میں ریلوے کے بہت بڑے حادثے کے بعد بھارتی وزیر ریلوے نے اخلاقی طور پر استعفیٰ دے دیا (ایک خبر)

خدا ہمارے وزیروں، افسروں اور سیاسی لیڈروں کو بھی اس قسم کی غیرت عطا کردے۔

❖ وزیراعظم کے مشیر حیدر علی مرزا کے بھتیجے نے پانچ ساتھیوں کے ہمراہ عورت کو اغوا کیا۔ اور درندگی کا نشانہ بنایا (ایک خبر)

حیدر علی مرزا وزیر اعظم کے مشیر ھیں۔ اپنے بھتیجے کے نھیں۔

❖ سابق وفاقی وزیر عابدہ حسین اور شاہ جیون خاندان کی مبینہ پانی چوری کے خلاف جھنگ میں کسانوں نے احتجاجی جلوس نکالا (ایک خبر)

سبو اپنا اپنا اور جام اپنا اپنا　　　　کئے جاؤ مے خوارو کام اپنا اپنا

❖ لغاری چور دروازے سے حصول اقتدار کیلئے سر گرم ہیں۔ (صوبائی وزیر بنیامین رضوی)

آپ چور دروازے پر اپنا قبضہ مضبوط رکھیں اور لغاری صاحب کو اندر نہ آنے دیں۔

❖ واپڈا میں تعینات نوے فی صد فوجی واپس بلالئے گئے۔ (ایک خبر)

ھمارے حکام کیسے برداشت کرسکتے ہیں کہ عوام بددیانت واپڈا افسروں اور کارکنوں کی حرام خوری سے زیادہ دیر محفوظ رھیں

❖ محکمہ موسمیات کی تین روز سے پیشگوئیوں کے باوجود بارش نہ ہوسکی (ایک اخبار)

آپ کو کس نے کہا کہ آپ ان کی پیش گوئیوں پر یقین کیا کریں

❖ وسیم اکرم کی سبز شرٹ اور کھلاڑیوں کے آٹو گراف والا بیٹ تین سو پاؤنڈ میں نیلام (لندن کی خبر)

اپنی اپنی پینٹوں کا خیال رکھیں۔ آج کل جوئے کے الزامات بہت لگ رہے ہیں

❖ نواں کوٹ لاھور کے علاقے میں چور تالے توڑ کر گھر کا صفایا کر گئے (ایک خبر)

یہ تو کوئی کمال نہیں۔ ھمارے علاقے میں چور تالے توڑے بغیر گھر کا صفایا کر چکے ہیں

❖ کارگل کی صورت حال پر نواز شریف نے پاکستان کی خارجہ پالیسی کا جنازہ نکال دیا (ملک غلام مصطفیٰ کھر)

برسر اقتدار آکر پیپلز پارٹی خارجہ پالیسی کی نماز جنازہ اور کفن دفن کا مستقل انتظام کردیگی

❖ نونہالوں کا اخلاق بلند ہوگا۔ تو پاکستان خود ہی بڑا بن جائے گا۔ (ٹیبلو رقص پیش کرنے پر بشریٰ رحمٰن کا بچوں سے خطاب)

آپ نونہالوں کو رقص کی مشق کرواتے رہیں۔ اخلاق بہت زیادہ بلند ہوجائیگا۔

❖ فوج بھارت سے جنگ چاہتی تھی میں نے انکار کردیا۔ قومی مفاد کے پیش نظر یہ بات پہلے عوام کو نہیں بتائی۔ (بے نظیر)

اب کس کے مفاد کی خاطر آپ یہ انکشاف کر رھی ھیں؟

❖ ارباب اقتدار سے ھم صرف درخواست ھی کر سکتے ہیں۔ کہ خدارا عوام کی حالت پر رحم کریں۔ (مہنگائی پر ایک اخبار کی فریاد)

جن لوگوں کا وجود ھی عذاب ہے۔ وہ ملک وملت پر رحم کیسے کرسکتے ہیں۔

❖ مشاہد حسین عوام کے کڑاکے نکالتے ہیں۔ مگر پروپیگنڈہ جنگ میں بھارت کے کڑاکے نہ نکال سکے (اعجاز الحق)

وہ ابھی کشمیر کارگل پر امریکہ اور مسٹر کلنٹن کے بیانات کے کڑاکے نکالنے میں مصروف ہیں۔

عمر فاروق

عالمی دہشت گرد کے خلاف مولانا فضل الرحمن کا اعلان جہاد

پاکستان میں آج کل افغانستان پر ممکنہ امریکی حملے کے خلاف عوام متحد اور یک آواز ہو کر اپنے جوش و جذبات کا شدت سے اظہار کر رہے ہیں۔ پاکستانیوں میں امریکہ دشمنی کی اس شدید لہر نے جہاں امریکی سامراج کو بوکھلا کر رکھ دیا ہے وہاں امریکہ نواز بزدل حلقے اپنے اپنے بلوں میں گھس کر عوامی جذبات کے بر عکس امریکہ کی تائید میں کاغذی بیان داغ رہے ہیں۔ تاکہ ان کا نام امریکہ کی گڈ بک میں سلامت رہے۔ یہ کیسی عوامی نمائندگی کے مدعی ہیں کہ پوری قوم عالمی دہشت گرد امریکہ کی جارحیت کی مذمت میں سڑکوں پر نکل آئی ہے اور یہ امریکی غلام عوام کی ترجمانی کی بجائے عوام دشمنی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ ہونا تو یوں چاہیئے تھا کہ وہ عوام کی نمائندگی کرتے ہوئے امریکہ پر واضح کرتے کہ وہ جس قوم کے نمائندے ہیں وہ قوم جارحیت کو ناپسند اور مسترد کرتی ہے اور وہ اس کڑے وقت میں امریکہ کی بجائے قوم کے ساتھ کھڑے ہوتے۔ لیکن اقتدار تو ایسی ظالم شے ہے کہ جو بہن سے بھائی کا رشتہ تڑوا دیتا ہے اور سگی ماں کو خود ساختہ جلاوطنی، نظر بندی اور زبان بندی کی پابندیوں میں جکڑ دیتا ہے۔

ہماری مذہبی جماعتوں نے خطے کی نازک ترین صورتحال میں جو راستہ اختیار کیا ہے۔ اسے مکمل عوامی حمایت اور تاریخی پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔ یہ کریڈٹ مذہبی جماعتوں اور ان کے رہنماؤں کو ہی جاتا ہے کہ انہوں نے بروقت عوامی احساسات کی نبض پر ہاتھ رکھا۔ ان کی بھرپور ترجمانی کی اور امریکہ کی دشمنی مول لی۔ جب کہ ہمارے نام نہاد سیاسی قائدین ابھی تک مصلحت پسندی اور منافقت بھری پالیسی سے چمٹے ہوئے ہیں۔ مذہبی جماعتوں نے ثابت کردیا ہے کہ اگر وہ وقتی مفاد اور گروہی سیاست کو جھٹک کر خالصتاً دین کو مقدم رکھیں تو شہرت و مقبولیت خود بخود قدموں میں آکر ڈھیر ہوجاتی ہے۔ جس کے لئے ایک زمانہ ٹھوکریں کھا رہا ہے۔

بے نظیر بھٹو کا یہ بیان قابل غور ہے کہ " اب تو مذہبی جماعتوں کے سربراہ کھلے عام پاکستان کے دارالحکومت میں آکر بڑے بڑے جلسوں میں امریکی اور برطانوی سفارت کاروں اور شہریوں کو قتل کی دھمکیاں دینے لگے ہیں۔ وہ شدت پسند مذہبی جماعتیں جن کا ان کے دور میں نام ونشان مٹ گیا تھا۔ ایک بھرپور طریقے سے عوام میں مقبول ہو گئی ہیں اور ان کا بنیادی نعرہ امریکی اور برطانوی شہریوں کے خلاف اعلان جہاد ہے اور یہ شدت پسند مذہبی جماعتیں امریکہ کے لئے بہت بڑا خطرہ بن چکی ہیں۔ " درحقیقت بے نظیر بھٹو کا یہ بیان خصوصی طور پر مولانا فضل الرحمن کے امریکی سامراج کے خلاف مضبوط مؤقف اختیار کرنے کی مذمت میں ہے۔ جنہیں بے نظیر اب گمنام کہتی ہیں حالانکہ وہی مولانا فضل الرحمن پیپلز پارٹی کے سابقہ حلیف اور

انہی کی طرف سے امور خارجہ کی کمیٹی کی سربراہی بھی تو کرتے رہے ہیں۔ مولانا سے ہمیں سیاسی اختلاف ہو سکتا ہے۔ لیکن امریکہ کے خلاف ان کی جرأت رندانہ پر ہم ان کے متعرف ہیں۔ انہوں نے کھلم کھلا جس بیباکی اور جوانمردی کا مظاہرہ کیا ہے۔ وہ وقت کا ناگزیر تقاضا ہے اور اسکی داد انہیں دنیا بھر سے مل رہی ہے۔

مولانا نے امریکی دہشت گردی کے خلاف جو مؤقف اختیار کر لیا ہے مجلس احرار اسلام گزشتہ دس برس سے اسی مؤقف کو دھرا رہی ہے۔ احرار رہنماؤں نے مسلسل اس مؤقف کا اظہار کیا کہ مستقبل کا سب سے اہم موضوع امریکہ کی دہشت گردی ہے اور مذہبی جماعتوں کو ایک ہمارا مؤقف اختیار پڑے گا۔ الحمدللہ مولانا فضل الرحمن نے جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے حالات کا رخ پلٹ دیا ہے اور دینی جماتوں کی مستقبل میں جدوجہد کی سمت متعین کردی ہے۔

پیپلز پارٹی کی قائد امریکہ اور برطانیہ کو مذہبی قوتوں سے خائف کرکے اپنے اقتدار کی راہ تو ہموار کرنا چاہتی ہیں۔ مگر انہیں یہ بات عملاً یاد نہیں رہی کہ انکی اقتدار سے معزولی کا ایک سبب اسلامی شعائر کی تضحیک کرنا بھی تھا جس کا مظاہرہ وہ اب بھی کررہی ہیں۔ اسی روش بد پر قدرت نے انہیں دربدر ہونے کی سزا دی۔ انہوں نے اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ سزائیں کہا۔ توہین رسالت کے مرتکب مجرموں کو ملک سے بحفاظت فرار کرایا۔ جب مارچ ۱۹۹۶ء میں امریکی محکمہ خارجہ نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا تھا کہ " پاکستان میں مذہبی قوانین اشتعال انگیز ہیں توہین رسالت سمیت تمام قوانین کو کالعدم قرار دیا جائے۔" تو پیپلز پارٹی کی حکومت نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ "ایوان میں اسے دو تہائی اکثریت حاصل نہیں ہے۔ اس لئے وہ توہین رسالت کے قانون کو منسوخ نہیں کر سکتی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اگر حکومت کے پاس دو تہائی اکثریت ہوتی تو وہ توہین رسالت کے قانون کو منسوخ کردیتی۔ جب کہ خود بے نظیر بھٹو نے ہیومن رائٹس سب کمیٹی اور امریکہ کی نائب سیکرٹری وزارت خارجہ کو یہ یقین دلایا تھا کہ "وہ ۲۹۵سی کو ختم کرانے کی کوشش کریں گی۔"

امریکی شہریوں کے خلاف مذہبی جماعتوں کی دھمکی بلاجواز نہیں ہے۔ کوسوو، بوسنیا، الجزائر، مصر، ترکی، عراق، کشمیر، فلپائن، سوڈان، لیبیا اور افغانستان میں اگر امریکہ کے ایک اشارے پر لاکھوں بے گناہ اور نہتے شہری موت کے گھاٹ اتارے جا سکتے ہیں تو امریکہ کے ظلم و تشدد پر اس کے خلاف اعلانِ جہاد کیوں نہیں کیا جاسکتا؟ کیا صرف اس لیے کہ وہ ہمارے حکمرانوں اور حزب اختلاف والوں کا سرپرست ہے؟ امریکہ اور اس کے حلیف ملکوں پر یہ واضح کردینے کے لیے ہی اعلانِ جہاد کیا گیا ہے کہ پاکستان میں امریکی غلاموں کی تعداد ایک فیصد سے زیادہ نہیں ہے۔ بقیہ 99% فیصد یعنی چودہ کروڑ عوام امریکہ کو عالمی دہشت گرد اور غنڈہ سمجھتے ہیں۔ اور اس کے جارحانہ اور ظالمانہ عزائم کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں یہی تو مسلمان مجاہد کی شان ہے کہ جب وہ اپنے دین کے دشمنوں کے خلاف معرکہ آراء ہوتا ہے تو پھر وہ یہ نہیں دیکھتا کہ اس کا

مقابل کتنا طاقت ور ہے؟ بلکہ وہ محض ایمان و یقین کی ناقابلِ شکست طاقت کے سہارے دشمن سے بھڑ جاتا ہے چاہے دنیا اسے بنیاد پرست کہے یا شدت پسند اسے اس کی پرواہ نہیں ہوتی کیونکہ اس کا صلہ تو رب کریم کے پاس ہوتا ہے جو اپنے نام لیواؤں کے لیے سخی و کریم اور اپنے دشمنوں کے لیے جبار و قہار ہے اور جس کی قوت و جبروت کا اندازہ کسی کے بس میں کہاں ہے۔

واردات

اجاڑ موسم

یہ کاری رتیاں

یہ بجھتی گھڑیاں

اداس لمحے

میں سوچتا ہوں کٹیں گی کیسے یہ میری رتیاں

سناؤں کس کو میں اپنی بتیاں

کہ کوئی من موہنا نہیں ہے

☆

سید عطاء المحسن بخاری
۲۸ اگست ۱۹۹۹ء ملتان

اسلام اور مرزائیت

تالیف: حضرت مولانا عتیق الرحمن آروی رحمہ اللہ

ایک اہم کتاب جو ایک عرصہ سے نایاب تھی اسلام اور مرزائیت کا تقابلی مطالعہ

صفحات: ۵۶، قیمت: ۲۰ روپے

بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

محمد عمر فاروق

تلہ گنگ میں انگریز کے وفادار

تحریک آزادی میں ہمارے جاگیرداروں، وڈیروں اور گدی نشینوں کا کیا کردار رہا۔ اس پر بہت کم مواد دستیاب ہے۔ جب کبھی اس موضوع پر لکھا جاتا ہے۔ تشنگی کا احساس رہتا ہے۔ دراصل مصیبت یہ ہے کہ آزادی کی خاطر جان ہارنے والے خاندان انگریز کے ظلم کا ایسا شکار ہوئے کہ آج ان کی نسلیں بھی مفلوک الحال اور دربدر ہیں۔ اس کے برعکس انگریزوں کے کفش برداروں کی فوج ظفر موج اپنے سفید آقاؤں کے طفیل اب بھی نسلاً بعد نسل ہم پر حکمران ہے اور ان فرنگ زادوں نے اپنی غداریوں اور غلامانہ خدمات کا ریکارڈ بڑی حد تک ضائع کر دیا ہے۔ اب کوئی لکھے تو کیا لکھے اور کیونکر لکھے۔

تلہ گنگ کی ماضی کی سیاست اور آزادی کی تحریک کو ضلع اٹک کی مجموعی تاریخ کے مطالعہ کے بغیر سمجھنا ناممکن ہے۔ مختصراً یہ کہ ضلع اٹک کی نمایاں شخصیات میں پیر غلام عباس شاہ اور ان کے بیٹے پیر لال بادشاہ المعروف پیر آف مکھڈ، سر ملک محمد امین، اور سردار محمد نواز خان آف کوٹ فتح خان تھیں جو حکومت برطانیہ کا اس علاقے میں دست و بازو تھیں۔ ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم اوّل میں جب انگریزوں کو جنگ کے پھیلاؤ کے سبب مزید مالی امداد اور افرادی قوت کی ضرورت پڑی تو ضلع اٹک کے وڈیروں نے بڑھ چڑھ کر اپنی خدمات حضورِ فرنگ میں پیش کیں۔ انگریز مصنف مسٹر لیغ کی کتاب "دی پنجاب اینڈ دی وار" کے مطابق سردار محمد نواز آف کوٹ فتح خان نے حکومت کی اپیل پر دس ہزار روپے کا ذاتی عطیہ اور سینکڑوں افراد کی بھرتی دی، جبکہ پیر غلام عباس شاہ آف مکھڈ نے چار ہزار۔ مریدین کی بھرتی دے کر انگریزی حکومت کو مضبوط اور ممنون کیا۔ جس کے صلے میں جنگ کے بعد برطانوی سرکار نے سر ملک محمد امین کو دس مربع زمین، خان بہادر اور او۔ بی۔ ای کے خطاب، سردار محمد نواز کو دس مربعے اور پیر غلام عباس شاہ کو دس مربعے، سات سو پچاس روپے نقد اور دربار میں سیٹ عطاء کی

تلہ گنگ میں پیر مکھڈ غلام عباس شاہ مرحوم کے صاحبزادے پیر لال بادشاہ، ملک سر محمد امین کے عزیز سردار محمد حیات ٹمن اور ذیلدار خان غلام حیدر خان کا دبدبہ اور اثر و رسوخ تھا۔ یہ سب مقامی شخصیات تھیں۔ جنہیں ملکی سطح پر شہرت حاصل نہ تھی۔ بعض مقامی سرکاری آدمیوں میں وہ لوگ بھی شامل تھے۔ جنہوں نے ہمیشہ موسم گرما میں انگریز افسران کا سامان وادئ سون کے مقام پر پہنچایا اور بدلے میں جاگیریں حاصل کیں۔ ان میں لاوہ کے کئی ملک صاحبان نمایاں تھے۔

غریب عوام انگریز اور اس کے ایجنٹوں سے لرزاں و ترساں تھے۔ ان حالات میں آزادئ وطن کا نعرۂ مستانہ بلند کرنا موت کو دعوت دینے کے برابر تھا۔ تحریکِ خلافت کے زمانہ میں امیر شریعت سید عطاء اللہ

شاہ بخاری مرحوم اس بد نصیب خطے میں غفلت اور غلامی کے ماتوں کو جگانے کے لئے آئے تو انہیں سرکار نوازوں نے تلہ گنگ میں تقریر کرنے کی اجازت نہ دی۔ آخر کار احقر کے دادا جان کے برادر بزرگ مولانا حافظ سعداللہ مرحوم نے رئیسان فرنگ کی مخالفت مول لے کر اپنی صدارت میں شاہ جیؒ کی تقریر کرائی۔ جس کے نتائج بڑے خوشگوار نکلےاور یہاں حریت پسند رہنماؤں کے لیے آمد و رفت کا راستہ ہموار ہو گیا۔ بعد ازاں معروف عالم دین حضرت امام غزالیؒ کی جدوجہد سے ملتان خورد میں ۱۹۲۲ء میں "خلافت کانفرنس" منعقد ہوئی۔ جس میں علامہ شبیر احمد عثمانیؒ جیسے اکابر شریک ہوئے۔ جمیعت علماء ہند کا ایک جلسہ اٹک شہر میں ہوا۔ جبکہ ۱۹۳۸ء میں پنجاب کانگریس نے تلہ گنگ میں ایک کانفرنس کا انعقاد کیا۔ مسلم لیگ ابھی تک یہاں منظم نہیں ہو سکی تھی۔

بعد ازاں نامور دینی و سیاسی رہنما مولانا محمد گل شیر خان شہیدؒ نے تلہ گنگ کے پے در پے دورے کر کے اور مجلس احرار کی شاخوں کا جال بچھا کر آزادی کے قافلے کو تیز تر کر دیا۔ لیکن ایک وڈیرے کی شہ پر ۱۹۴۴ء میں انہیں گولی مار کر شہید کر دیا گیا۔ مگر ان کے بہادر ساتھیوں نے تحریک حریت کو کمزور نہ پڑنے دیا۔ بلکہ وہ اپنی ناتواں جانوں پر تمام صعوبتیں جھیل کر وطن کو آزاد کرانے کے لیے ہر لمحہ سرگرم عمل رہے اور کسی کی سطوت کو خاطر میں نہ لائے۔ ملاحظہ کیجئے کہ ۱۹۴۵ء میں جب برطانوی اقتدار جوبن پر تھا۔ ان دنوں ہندوستانی فوج کے کمانڈر انچیف سر کلاڈ آکنلیک تلہ گنگ کے سالانہ میلے پر آئے تو انہیں جنگی امداد کے طور پر ایک خطیر رقم کی تھیلی پیش کی گئی۔ لیکن جب کمانڈر انچیف میلے سے واپس آ رہے تھے تو چینجی چوک پر احرار رہنما غلام محمد ہاشمی مرحوم فوجی بھرتی اور انگریز سے بائیکاٹ کے عنوان سے جلسہ عام میں اپنی آتش نوائیوں میں مصروف تھے۔ ٹوڈیوں نے جب یہ صورت حال دیکھی تو کمانڈر انچیف کو فوراً متبادل راستے سے لے جانا چاہا۔ لیکن سر کلاڈ آکنلیک یہ منظر دیکھ چکے تھے۔ انہی کے حکم پر غلام محمد ہاشمی سمیت پینتیس رضا کاروں کو چھے چھے ماہ قید کی سزا سنا کر اٹک جیل میں ڈال دیا گیا۔

مسلم لیگ کو یہاں کوئی موثر قیادت میسر نہ تھی۔ ان مشکل حالات میں بھی مرکزی مسلم لیگ نے ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں ممتاز قانون دان شیخ محمد یوسف مرحوم کو یونینسٹ پارٹی کے لیڈر پیر لال بادشاہ آف مکھڈ کے مقابلے میں لاکھڑا کیا۔ شیخ سراجدین اور ملک غلام جعفر ڈھولہ مقامی مسلم لیگ کا راس المال تھے۔ پیر لال بادشاہ مریدین کے وسیع حلقے کی بدولت کامیاب ہو گئے اور قیام پاکستان کے بعد پینترا بدل کر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ تلہ گنگ کی مذکورہ شخصیات انگریز کی ناک کا بال بنی ہوئیں تھیں جن کے ظلم کے قصے اب بھی عام ہیں۔ تبریک کے مستحق ہیں وہ غیور اور بہادر حریت کیش خادمانِ ملت! جنہوں نے اس ظلمت کدے میں اپنے خون سے آزادی کے چراغ روشن کیے اور وطن عزیز آج بھی ان دلاوروں کے دم سے ہی تابندہ و روشن ہے۔

امن و انصاف کے ٹھیکیدار امریکہ میں

اسلام قبول کر کے کیا پایا؟ کیا کھویا؟

نومسلمہ بہنہ کی کہانی ان ہی کی زبانی

میرے والدین پروٹسٹنٹ عیسائی تھے اور ننھیال و ددھیال دونوں طرف مذہب کا بڑا چرچا تھا۔

ہائی سکول کی تعلیم ختم ہوئی تو میری شادی ہو گئی اور اسکے ساتھ ہی میں ماڈلنگ کے پیشے سے منسلک ہو گئی۔ خدا نے مجھ پر اچھی شخصیت عطا کی تھی اور میں خوب محنت کرتی تھی اس لئے میرا کاروبار خوب چمکا تو پیسے کی ریل پیل ہو گئی۔ شوفر، بہترین گاڑیاں غرض آسائش کا ہر سامان میسر تھا حالت یہ تھی کہ بعض اوقات ایک جوتا خریدنے کے لئے میں ہوائی سفر کر کے دوسرے شہر جاتی تھی۔ اس دوران میں ایک بیٹے اور بیٹے کی ماں بھی بن گئی، مگر سچی بات یہ ہے کہ ہر طرح کے آرام و راحت کے باوجود دل مطمئن نہ تھا۔ بے سکونی اور اداسی جان کا گویا مستقل آزار بن گئی تھی اور زندگی میں کوئی زبردست خلا محسوس ہوتا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ میں نے ماڈلنگ کا پیشہ ترک کر دیا اور دوبارہ مذہبی زندگی اختیار کر لی اور محنت سے تعلیمی اداروں میں مذہبی تبلیغ کی رضاکارانہ خدمات سرانجام دینے لگی۔

اس کے ساتھ ہی میں نے مزید تعلیم کے لئے یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا۔ خیال تھا کہ اس بہانے شاید روح کو کچھ سکون ملے گا۔ اس وقت میری عمر تیس برس تھی۔

اسے میری خوش قسمتی ہی کہئے کہ مجھے ایک ایسی کلاس میں داخلہ مل گیا جس میں سیاہ فام اور ایشیائی طالب علموں کی خاصی بڑی تعداد تھی۔ بڑی پریشانی ہوئی۔ مگر اب کیا ہوسکتا تھا۔ مزید گھٹن یہ دیکھ کر محسوس ہوئی کہ ان میں خاصے لوگ مسلمان تھے اور مجھے مسلمانوں سے انتہائی نفرت تھی میرے نزدیک عام یورپی سوچ کی طرح اسلام وحشت و جہالت کا مذہب تھا اور مسلمان غیر مہذب، عیاش، عورتوں پر ظلم کرنے والے اور اپنے مخالفوں کو زندہ جلا دینے والے لوگ تھے۔ امریکہ اور یورپ کے عام مصنفین اور مؤرخین یہی کچھ لکھتے آرہے ہیں۔ بہرحال شدید ذہنی کوفت کے ساتھ تعلیم شروع کی پھر اپنے آپ کو سمجھایا کہ میں ایک مشنری ہوں کیا عجب کہ خدا نے مجھے ان کافروں کی اصلاح کے لئے یہاں بھیجا ہو اس لئے مجھے پریشان نہیں ہونا چاہیئے۔ چنانچہ میں نے صورت حال کا جائزہ لینا شروع کیا تو حیرت میں مبتلا ہو گئی کہ مسلمان طالب علموں کا رویہ دوسرے سیاہ فام طالب علموں سے مختلف تھا۔ وہ عام امریکی نوجوانوں کے برعکس لڑکیوں سے بے تکلف ہونا پسند نہ کرتے نہ آوارگی اور عیش پسندی کے رسیا تھے۔ میں تبلیغی جذبے کے تحت اس سے بات کرتی، ان کے سامنے عیسائیت کی خوبیاں بیان کرتی تو وہ بڑے وقار اور احترام سے ملتے اور بحث میں الجھنے

کے بجائے مسکرا کر خاموش ہو جاتے۔

میں نے اپنی کوششوں کو یوں بے کار جاتے دیکھا تو سوچا کہ اسلام کا مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ اس کے نقائص اور تضادات سے آگاہ ہو کر مسلمان طالب علموں کو زچ کر سکوں، مگر دل کے گوشہ میں یہ احساس تھا کہ عیسائی پادری، مضمون نگار اور مؤرخ تو مسلمانوں کو وحشی، گنوار، جاہل اور نہ جانے کن کن برائیوں کا مرقع بتاتے ہیں لیکن امریکی معاشرت میں پلنے بڑھنے والے ان سیاہ فام مسلمان نوجوانوں میں تو اسے کوئی برائی نظر نہیں آتی بلکہ یہ باقی سب طلبہ سے مختلف و پاکیزہ رویئے کے حامل ہیں پھر کیوں نہ میں خود اسلام کا مطالعہ کروں اور حقیقت حال سے آگاہی حاصل کروں۔

چنانچہ اس مقصد کی خاطر میں نے سب سے پہلے قرآن کا انگریزی ترجمہ پڑھنا شروع کیا اور میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ یہ کتاب دل کے ساتھ ساتھ دماغ کو بھی اپیل کرتی ہے۔ عیسائیت پر غور و فکر کے دوران اور مطالعہ بائبل کے نتیجہ میں ذہن میں کتنے ہی سوال پیدا ہوتے تھے مگر کسی پادری یا دانشور کے پاس ان کا کوئی جواب نہ تھا اور یہی تشنگی روح کے لئے مستقل روگ بن گئی تھی مگر قرآن پڑھا تو ان سارے سوالوں کے ایسے جواب مل گئے جو عقل اور شعور کے عین مطابق تھے۔ مزید اطمینان کے لئے اپنے کلاس فیلو مسلمان نوجوانوں سے گفتگو کی اور تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا تو اندازہ ہوا کہ میں اب تک اندھیروں میں بھٹک رہی تھی اور اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں میرا نقطہ نظر صریحاً ناانصافی اور جہالت پر مبنی تھا۔

مزید اطمینان کی خاطر میں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی تعلیمات کا مطالعہ کیا تو یہ دیکھ کر مجھے خوشگوار حیرت ہوئی کہ امریکی مصنفین کے پروپیگنڈے کے بالکل برعکس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنی نوع انسان کے عظیم محسن اور سچے خیر خواہ ہیں خصوصاً انھوں نے عورت کو جو مقام و مرتبہ عطا فرمایا اس سے پہلے یا بعد میں کوئی مثال نظر نہیں آتی۔

ماحول کی مجبوریوں کی بات دوسری ہے ورنہ میں طبعاً شرمیلی ہوں اور خاوند کے سوا کسی مرد سے بے تکلفی پسند نہیں کرتی۔ چنانچہ جب میں نے پڑھا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی بے حد حیادار تھے اور خصوصاً عورتوں کے لئے عفت و پاکیزگی اور حیا کی تاکید کرتے رہے تو میں بہت متاثر ہوئی اور اسے عورت کی ضرورت اور نفسیات کے عین مطابق پایا۔

پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کا درجہ جس قدر بلند فرمایا اس کا اندازہ اس قول سے ہوا کہ "جنت ماں کے قدموں میں ہے" اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر تو میں جھوم اٹھی کہ عورت آبگینے کی طرح ہے اور تم میں سب سے اچھا شخص وہ ہے جو اپنی بیوی اور گھر والوں سے اچھا سلوک کرتا ہے۔

قرآن اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے میں مطمئن ہو گئی اور تاریخ اسلام کے مطالعہ

اور اپنے مسلمان کلاس فیلو نوجوانوں کے کردار نے مسلمانوں کے بارے میں ساری غلط فہمیوں کو دور کر دیا اور میرے ضمیر کو میرے سارے سوالوں کے جواب مل گئے تو میں نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اسکا ذکر میں نے متذکرہ طالب علموں سے کیا تو وہ ۱۲ مئی ۱۹۷۷ کو میرے پاس چار ذمہ دار مسلمانوں کو لے آئے۔ ان میں سے ایک ڈینور کی مسجد کے امام صاحب تھے چنانچہ میں نے ان سے چند سوالات کئے اور کلمہ شہادت پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئی۔

میرے قبول اسلام پر سارے خاندان پر گویا بجلی گر پڑی ہمارے میاں بیوی کے تعلقات واقعی مثالی تھے اور میرا شوہر مجھ سے ٹوٹ کر محبت کرتا تھا مگر میرے قبول اسلام کی بات سن کر اسے غیر معمولی صدمہ ہوا۔ میں اسے پہلے قائل کرنے کی کوشش کرتی رہی تھی اور اب پھر سمجھانے کی بہت سعی کی مگر اس کا غصہ کسی طرح ٹھنڈا نہ ہوا اور میرے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ عارضی طور پر دونوں بچوں کی پرورش میری ذمہ داری قرار پائی۔

میرے والد بھی مجھ سے گہری قلبی وابستگی رکھتے تھے مگر اس خبر سے وہ بھی بے حد برافروختہ ہوئے اور غصہ میں ڈبل بیرل شاٹ گن لے کر میرے گھر آ گئے تاکہ مجھے قتل کر ڈالیں مگر خدا کا شکر ہے کہ میں بچ گئی اور وہ ہمیشہ کیلئے قطع تعلق کر کے چلے گئے۔

میری بڑی بہن ماہر نفسیات تھی اس نے اعلان کر دیا کہ یہ کسی دماغی عارضہ میں مبتلا ہو گئی ہے اور اس نے سنجیدگی سے مجھے نفسیاتی انسٹی ٹیوٹ میں داخل کرانے کے لئے دوڑ دھوپ شروع کر دی میری تعلیم مکمل ہو چکی تھی میں نے معاشی ضرورتوں کے پیش نظر ایک دفتر میں ملازمت حاصل کی، لیکن ایک روز میری گاڑی کو حادثہ پیش آ گیا اور تھوڑی سی تاخیر ہو گئی تو مجھے ملازمت سے نکال دیا گیا۔ گھر والوں کے نزدیک میرا اصل جرم یہی تھا کہ میں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

اس کے ساتھ ہی حالت یہ تھی کہ میرا ایک بچہ پیدائشی طور پر معذور تھا۔ وہ دماغی طور پر بھی نارمل نہ تھا اور اس کی عام صحت بھی ٹھیک نہ تھی جبکہ بچوں کی تحویل اور طلاق کے مقدمے کے باعث امریکی قانون کے رو سے فیصلہ ہونے تک میری ساری جمع پونجی منجمند کر دی گئی تھی۔ ملازمت بھی ختم ہو گئی تو میں بہت گھبرائی اور بے اختیار رب جلیل کے حضور سر بسجود ہو گئی اور گڑگڑا کر خوب دعائیں کیں، اللہ کریم نے میری دعائیں قبول فرمالیں اور دوسرے ہی روز میری ایک جاننے والی خاتون کی کوشش سے مجھے ایسٹر سیل پروگرام میں ملازمت مل گئی اور میرے معذور بچے کا علاج بھی بلامعاوضہ ہونے لگا۔ ڈاکٹروں نے دماغ کے آپریشن کا فیصلہ کیا اور اللہ کے خاص فضل سے یہ آپریشن کامیاب رہا، بچہ تندرست ہو گیا اور میری جان میں جان آئی، لیکن آہ! ابھی آزمائشوں کا سلسلہ ختم نہ ہوا تھا۔ عدالت میں بچوں کی تحویل کا مقدمہ دو سال سے چل

رہا تھا۔ آخر کار دنیا کے اس سب سے بڑے "جمہوری" ملک کی "آزاد" عدالت نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر بچوں کو اپنے پاس رکھنا چاہتی ہوں تو اسلام سے دست بردار ہونا پڑے گا کیوں کہ اس قدامت پرست مذہب کی وجہ سے بچوں کا اخلاق خراب ہوگا اور تہذیبی اعتبار سے انھیں نقصان پہنچے گا۔

عدالت کا یہ فیصلہ میرے دل و دماغ پر بجلی بن کر گرا۔ ایک مرتبہ تو میں چکرا گئی، زمین اور آسمان گھومتے ہوئے نظر آئے، مگر اللہ کا شکر ہے کہ اس کی رحمت نے مجھے تھام لیا اور میں نے دو ٹوک انداز میں عدالت سے کہہ دیا کہ میں اپنے بچوں سے جدائی گوارا کرلوں گی مگر اسلام اور ایمان کی دولت سے دست بردار نہیں ہو سکتی چنانچہ بچی اور بچہ دونوں باپ کی تحویل میں دے دیئے گئے۔

اس کے بعد ایک سال اسی طرح گذر گیا میں نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے اپنا تعلق گہرا کرلیا اور تبلیغ دین میں منہمک ہو گئی۔ نتیجہ یہ کہ ساری محرومیوں کے باوجود میں ایک خاص قسم کے سکون اور اطمینان سے سرشار رہی۔

ایک زمانہ تھا کہ میں اتوار کا دن آرام کرنے کے بجائے کسی سنڈے اسکول میں بچوں کو عیسائیت کے اسباق پڑھاتی تھی، آج اللہ کے کرم سے میں اتوار کا دن اسلامک سینٹروں میں گذارتی ہوں اور وہاں مسلمان بچوں کو دینی تعلیم دینے کے علاوہ دیگر مضامین بھی پڑھاتی ہوں۔

یہ بھی اللہ ہی کی توفیق سے ہے کہ میں نے مختلف مقامات پر مسلم ژومن اسٹڈیز سرکل قائم کئے ہیں جن میں غیر مسلم خواتین بھی آتی ہیں، میں انھیں بتاتی ہوں کہ اسی امریکہ میں آج سے ڈیڑھ سو برس پہلے عورتوں کی باقاعدہ خرید وفروخت ہوتی تھی اور ایک عورت کو گھوڑے سے بھی کم قیمت پر یعنی ڈیڑھ سو روپے میں خریدا جاسکتا تھا۔ بعد کے ادوار میں بھی عورت کو باپ یا شوہر کی جائداد میں سے کوئی حصہ نہ ملتا تھا حتیٰ کہ اگر وہ شادی کے موقع پر ایک لاکھ ڈالر شوہر کے گھر میں لے کر جاتی اور چند ہی ماہ بعد اسے طلاق حاصل کرنا پڑتی تو وہ ساری رقم شوہر کی ملکیت قرار پاتی تھی۔ جب کہ اسلام آج سے چودہ صدی پہلے سے عورت کے حقوق کی آواز لگا رہا ہے اور اس اعزاز کی تو کہیں ادنیٰ سی بھی مثال نہیں ملتی کہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت قرار دی گئی ہے اور باپ کے مقابلہ میں اسے تین گنا زیادہ واجب الاحترام قرار دیا گیا ہے۔

جب میں یہ تقابلی موازنہ کرتی ہوں تو امریکی عورتوں کے منہ حیرت سے کھلے رہ جاتے ہیں وہ تحقیق کرتی ہیں، مطالعہ کرتی ہیں اور جب انھیں یقین ہو جاتا ہے کہ میں صحیح بات کرتی ہوں کہ واقعتاً اسلام نے عورت کو غیر معمولی حقوق و احترام عطا کئے ہیں تو وہ اسلام قبول کرلیتی ہیں۔ چنانچہ اللہ کا شکر ہے کہ میری باتوں سے متاثر ہو کر اب تک تقریباً چھ سو امریکی خواتین دائرہ اسلام میں داخل ہو چکی ہیں۔ (بہ شکریہ ماہنامہ "البدر"، کاکوری، لکھنؤ جولائی ۱۹۹۹ء)

چناب نگر کے بعد میر پور خاص

شکیل احمد مجاہد

قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کا دوسرا بڑا مرکز

صوبہ سندھ زرعی، صنعتی اور کاروباری اعتبار سے چاروں صوبوں میں اہم صوبہ ہے جس کا اہم ڈویژن میر پور خاص، تھرپارکر، عمر کوٹ، سانگھڑ اور میر پور خاص پر مشتمل ہے اور ان اضلاع میں ایشیا کی تین بڑی مرچ منڈیاں کنری، جھڈو اور نوکوٹ واقع ہیں۔ مذکورہ اضلاع میں مرچ، کپاس، گنے اور دیگر فصلوں کی ریکارڈز فصلیں کاشت کی جاتی ہیں میر پور خاص، سانگھڑ، عمر کوٹ اور تھرپارکر اضلاع کے تمام شہری اور دیہی علاقوں میں قادیانیوں نے اپنی گرفت مضبوط کر رکھی ہے۔ قادیانی، تعلیم، زراعت و معیشت اور کاروبار پر بلاواسطہ اور بالواسطہ قابض ہیں چاروں اضلاع میں قادیانیوں کی منظم تبلیغی سرگرمیوں کے علاوہ ملک کے خلاف تخریبی سرگرمیاں بھی بڑی تیزی سے جاری ہیں۔ قادیانی جماعت کی مختلف علاقوں خصوصاً دیہات میں جگہ جگہ چھوٹی بڑی ایک سے زائد ریاستیں قائم ہیں۔ میر پور خاص، عمر کوٹ اور تھرپارکر کے اضلاع کنری، مٹھی، نگر پارکر، کلوئی، نفیس نگر، ٹالھی، فضل بھنبھرو، جھڈو، نبی سر، چھاحرو، نوکوٹ اور گردونواح کے کئی دیہات قادیانیوں کی سرگرمیوں کے مراکز بن چکے ہیں۔ قادیانی جماعت میں ہر شعبہ کی تنظیمیں بنائی گئی ہیں جن میں مجلس خدام الاحمدیہ، انجمن اطفال احمدیہ اور داعی الااللہ شامل ہیں قادیانی جماعت کے کارندے غریب مسلمانوں اور ہندوؤں کو مالی امداد اور بہتر مستقبل کی ضمانت کے علاوہ خوبصورت لڑکیوں سے شادی کا جھانسہ دے کر انہیں مرتد ہونے پر مجبور کرتے ہیں۔ تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ کا کام مذکورہ علاقوں کے مسلمانوں کی تبلیغی اور دیگر سرگرمیوں کی اطلاع جمع کر کے (ربوہ) چناب نگر اور لندن پہنچانا ہے مذکورہ تنظیمیں سرکاری قادیانی ملازمین اور شہریوں میں محنت مزدوری کرنے والے شامل ہوتے ہیں۔ تعلقہ ڈگری کے اسکول اور درسگاہوں میں قادیانی اساتذہ مسلمان بچوں کو قادیانیت کا کھلا درس دے رہے ہیں اور علاقے میں مسلمانوں کی تمام سرگرمیوں پر گہری نظر رکھتے ہیں نوکوٹ مندرو اسکول میں شاہنواز قادیانی، نفیس نگر پرائمری اسکول میں نصیر قادیانی اور غلام رسول قادیانی اور نفیس نگر گرلز پرائمری اسکول میں رفعت قادیانی، فضل بھنبھرو پرائمری اسکول میں اسماعیل قادیانی، نصرت آباد اسکول میں نسیم قادیانی اور اس کی بیوی نجمہ قادیانی غازی خان اسکول میں ستار قادیانی اور شریف قادیانی نوکوٹ کے دیگر اسکولوں میں چپڑاسی مصطفیٰ، رحیم قادیانی، فضل بھنبھرو اسکول کا چپڑاسی غلام محمد قادیانی اور نوکوٹ پولیس تھانہ کا ہیڈ کانسٹیبل قادیانی ہے جو ہر ماہ مسلمانوں کی دینی سرگرمیوں کی تحریری رپورٹ ربوہ بھیجتے ہیں ذرائع کے مطابق مذکورہ افراد حالیہ دنوں میں پاک بھارت سرحدی کشیدگی کے سلسلے میں تھرپارکر کے حساس علاقوں میں پاک فوج کی تمام نقل و حرکت اور سرگرمیوں کی لمحہ بہ لمحہ رپورٹیں اپنے لندن اور ربوہ میں بیٹھے آقاؤں کے ذریعے بھارت کو

ارسال کر رہے ہیں جب کہ داعی الا اللہ عمر کوٹ کے سربراہ خالد صرہ قادیانی انجمن اطفال احمدیہ کا سربراہ ماسٹر مبارک قادیانی، قادیانی تبلیغ جماعت کے امیر چوہدری محمود ماسٹر منصور جاوید، تنویر، ماسٹر غلام احمد اور غلام محمد چاروں اضلاع کے شہروں، دیہات، گوٹھوں اور قصبوں میں قادیانیت کی منظم تبلیغ کرتے ہیں مذکورہ علاقوں میں ہزاروں ایکڑ اراضی پر غریب مسلمانوں اور ہندو مذہب کے لوگوں کو زمینوں پر باری رکھ کر انہیں بھی قادیانی بنا دیتے ہیں نصرت آباد میں سوئی سدرن گیس کمپنی کے بلوچستان اور سندھ کے انچارج غلام مصطفیٰ قادیانی کی ۸ سو ایکڑ اراضی ہے جو اس نے اپنے خاندان کے نام پر تقسیم کر رہی ہے۔ غلام مصطفیٰ قادیانی کی تمام زمینیں تنویر قادیانی اور خلیل قادیانی سنبھالتے ہیں اور زمینوں پر ہر سال نئے آنے والے ہاریوں کو مختلف لالچ دے کر انہیں قادیانی جماعت میں شامل ہونے پر مجبور کیا جاتا ہے جب کہ تمام ریاستوں میں مربی مقرر کئے ہوئے ہیں جو مسلمانوں کے معصوم بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیتے ہیں ریاستوں میں آنے والے تمام مربی ربوہ سے تعلیم و تربیت حاصل کرتے ہیں اور ہر ریاست میں تین سال کا عرصہ گزارنے کے بعد ان کا تبادلہ کر دیا جاتا ہے جب کہ قادیانی جماعت کے امیروں کی تصدیق کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔ قادیانیوں نے اپنی ریاستوں میں متوازی عدالتیں بھی قائم کر رکھی ہیں تمام قادیانیوں کے مسائل متوازی عدالتوں کے جج حل کرتے ہیں مٹھی شہر میں قائم قادیانیوں کے جدید ترین اسپتال "الھدی اسپتال" کا سربراہ غلام محمد قادیانی تھرپارکر میں بہت سرگرم ہے الھدی اسپتال میں غریب تھری باشندوں کو علاج کی آڑ میں قادیانی بنایا جا رہا ہے۔ غلام محمد قادیانی نگر پارکر کے کولھی برادری کے لوگوں کی مفلسی اور مفلوک الحالی کا فائدہ اٹھا کر انہیں قادیانی جماعت اختیار کرنے پر مجبور کرتا ہے اور نگر پارکر کے ۳۰۰ سے زائد کولھی برادری کے افراد کو مرتد کر چکا ہے نفیس نگر میں گزشتہ سالوں سے جاری قادیانیوں کی تبلیغی سرگرمیوں کے پیش نظر ایک سو سے زائد مسلمان اور ہندو مرتد ہو گئے ہیں جن میں ہری سنگھ، کرشن، نیالوں، تھاؤں، گرداری، سومجی اور ڈیارام شامل ہیں مذکورہ افراد کو قادیانی بنانے کے بعد نئے نام مختیار، فرید، نصیر، طاہر، فاروق، سلیم اور خلیل رکھے گئے ہیں نفیس نگر کے قریب جلال قادیانی کی زمین پر اوطاق میں ہر جمعہ کے روز مرزا طاہر قادیانی کا خطاب سنایا جاتا ہے خطاب سنانے کے لئے جلال قادیانی اطراف کے مسلمانوں اور ہندوؤں کو مرزا طاہر قادیانی کا خطاب ڈش انٹینا پر دیکھنے کی دعوت دیتا ہے اور مسلمان اور ہندو افراد کے ہمراہ خوبصورت لڑکیوں کو بٹھا کر انہیں قادیانیت کے مذہب کی جانب راغب کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جب کہ جلال قادیانی اپنے مکان کے قریب ۲۰ سال سے آباد شوکت علی اور اس کے خاندان کو قادیانی بنانے کے لئے دباؤ ڈال رہا ہے شوکت اور اس کے خاندان کے بار بار انکار پر جلال قادیانی اور اس کا بیٹا جمیل قادیانی انہیں دھمکیاں دے رہے ہیں کہ تمہیں یہاں رہنا ہے تو قادیانی بن کر رہنا ہو گا ٹالھی میں جاوید قادیانی نے نیلہ کولھی کو کپڑے اور جوتے کی دکان کھلوا کر دی ہے اور اسے اپنی لڑکی سے شادی کی لالچ دے کر قادیانی بنانے کی کوشش کر رہا ہے ٹالھی میں حامد قادیانی نے کانجھی کولھی کی مالی امداد کر کے اسے قادیانی بنا دیا

ہے۔ جس کا نیا نام کاشف قادیانی رکھا ہے جاوید قادیانی، حامد قادیانی، شکور قادیانی اور پرویز قادیانی نے بارہ واٹر کے رہائشی احمد علی گرگیز، تاج محمد لنگڑھی، اور عزیز لنگڑھی کو مرتد کر دیا ہے نور نگر پرائمری اسکول، میں ٹیچر وسیم قادیانی جماعت ضلع عمر کوٹ کا سیکریٹری مال ہے جو قادیانوں کی آمدنی کا دس فیصد چندہ جمع کر کے ربوہ بھجواتا ہے محمد آباد اسٹیٹ میں کریانہ سٹور کا مالک بابا بشیر قادیانی سودا سلف خریدنے آنے والے مسلمانوں کو قادیانیت کی تبلیغ کرتا ہے محمد آباد اسٹیٹ قادیانیوں کی تبلیغ کا سب سے بڑا مرکز ہے اور منی ربوہ بھی کہلاتا ہے محمد آباد گورنمنٹ گرلز ہائی اسکول کی ہیڈ مسٹریس خالدہ بھٹہ قادیانی اور شمیم اختر قادیانی نے مسلمان بچیوں کو قادیانیت کے درس کے علاوہ پڑھنے کے لئے لٹریچر بھی دیتی ہے جب کہ گورنمنٹ بوائز ہائی اسکول میں خالدہ بھٹہ اس کا قادیانی شوہر حنیف گرگیز اور شاہد قادیانی مسلمانوں بچوں کو قادیانیت کی جانب راغب کر رہے ہیں ٹالھی شہر کے مکینوں نے محمد آباد سے گورنمنٹ بوائز گرلز اسکولوں کو ٹالھی کیمونٹی سینٹر میں منتقل کرنے کی بیشتر کوششیں کیں مگر خالدہ بھٹہ اور بااثر قادیانی افراد نے اعلیٰ حکام سے محکمہ عمر کوٹ پر شدید دباؤ ڈال کر محمد آباد سے ٹالھی منتقل کرنے سے روک دیا۔ کنری، نوکوٹ، جھڈو، فضل بھنبھرو، نفیس نگر اور عمر کوٹ میں قادیانیوں نے تمام دکانوں اور گھروں کا کرایہ ربوہ کو چندہ کے طور پر وقف کر رکھا ہے۔ صدر ضیاء الحق نے ۱۹۸۴ء میں ایک آرڈیننس کے ذریعے قادیانیوں پر پابندی عائد کر دی تھی۔ قادیانی اپنی عبادت گاہوں کی مساجد کی طرز پر تعمیر، کلمہ طیبہ کا استعمال اور تبلیغ نہیں کر سکتے لیکن قادیانی اس قانون کو عملاً مذاق بنا کر آرڈی نینس کی کھلی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ ٹالھی میں قادیانیوں نے اپنی عبادت گاہ مسجد کی طرز پر تعمیر کر رکھی ہے اس کے اونچے میناروں اور محراب بھی ہیں جب کہ جلی حروف میں کلمہ طیبہ بھی لکھا ہوا ہے جب کہ ٹالھی کے قریب گاؤں شیر پور گوٹھ رسول بخش ۱۵ واٹر اور تیرہ واٹر کی عبادت گاہوں میں لاؤڈ اسپیکروں پر اذانیں بھی دیتے ہیں قرآن شریف کا قادیانی نقطہ نظر سے ترجمہ کروا کر مسلمانوں کو مختلف مساجد میں رکھوا دیا گیا ہے تاکہ مسلمان اس کا مطالعہ کر کے قادیانیت سے قریب ہو جائیں مسلمانوں سے قادیانی مذہب کی حقیقت پوشیدہ رکھ کر ان سے خالی فارم پر کروائے جا رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے عام مسلمان نفسیاتی طور پر قادیانیوں کو حق پر سمجھنے لگتا ہے ٹالھی کی کالونی کریم نگر میں دیواروں پر قادیانیت کی حمایت میں چاکنگ کی گئی تھی جو حالیہ طوفانی بارشوں کی وجہ سے دھندلی ہو گئی چوہدری جاوید قایانی نے اپنے گھر پر ڈش انٹینا پر مخصوص آلہ نصب کیا ہوا ہے جس کے باعث پورے علاقے میں پی ٹی وی کی نشریات جام ہو جاتی ہیں اور مسلمان اپنے ٹی وی سیٹ پر قادیانیت کی تبلیغ دیکھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں جب اسے کسی قسم کی کارروائی کا اندیشہ ہوتا ہے تو مذکورہ آلہ ہٹا لیتا ہے چوہدری جاوید قادیانی نے ٹالھی کے قریب ۳۰ ایکڑ سرکاری آم کا باغ ۱۴ سو روپے فی ایکڑ کے حساب سے لیز پر حاصل کیا ہوا ہے جب کہ باغ کا پانی اپنی ذاتی زمین میں استعمال کرتا ہے اور باغ میں مزدوری کرنے والے مسلمانوں اور ہندوؤں کو قادیانی بنا رہا ہے جب کہ مذکورہ باغ کو ایک مسلمان نے دو ہزار روپے ایکڑ پر لینے کی کوشش کی تو جاوید قادیانی نے عدالت سے حکم امتناعی حاصل کر لیا وہ ٹالھی اور گردو نواح کے علاقوں میں ماسٹر مبارک

قادیانی، جاوید قادیانی اور ڈاکٹر مرزا کی لڑکیاں مسلمانوں کے گھروں میں جا کر خواتین کو قادیانیت کی تبلیغ کرتی ہیں ایک مسلمان نوجوان مصطفیٰ آرائیں نے بتایا کہ چوہدری جاوید کا لڑکا سہیل قادیانی اسے مسلسل قادیانی ہونے پر مجبور کر رہا ہے ایک اور نوجوان محمد گل نے بتایا کہ بابو لطیف کا لڑکا عطا اظہر اسے قادیانیت کی تبلیغ کرتا ہے اور قادیانی مبلغین دیہاتوں میں مسلمانوں کو قادیانیت کی دعوت دینے کے لئے جاتے ہیں ان میں قدیر احمد قادیانی مبلغ بہت سرگرم ہے تھرپارکر میں تھر موبائل ڈسپنسری کے نام سے ایک گاڑی کو اکثر دیہاتوں میں جاتے ہوئے دیکھا گیا ہے اس گاڑی کا تعلق مٹھی الہدیٰ اسپتال سے ہے مذکورہ گاڑی علاج کی آڑ میں قادیانیوں کا لٹریچر تقسیم کرتی ہے اور تبلیغ کے ذریعے قادیانی جماعت میں شامل ہونے کی دعوت دی جاتی ہے قادیانیوں نے اپنے گھروں اور دکانوں پر کلمہ طیبہ آویزاں کر رکھا ہے ٹالھی میں حامد قادیانی کے میڈیکل اسٹور پر کلمہ طیبہ آویزاں ہے ٹالھی کے قریب محمد آباد اسٹیٹ میں چناب نگر (ربوہ) کے بعد قادیانیوں کا سب سے بڑا سالانہ اجتماع ہوتا ہے محمد آباد اسٹیٹ کی دیواروں پر قرآن شریف کی آیات لکھی ہوئی ہیں جب کہ ایک دیوار پر جلی حروف میں کلمہ طیبہ تحریر ہے اور قادیانی نقطہ نظر سے ترجمہ لکھا ہوا ہے کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا قادیانیوں کی تمام ریاستوں میں مہمان خانے تعمیر کئے گئے ہیں جہاں ربوہ سے قادیانیوں کے مبلغین آ کر ٹھہرتے ہیں محمد آباد بوائز پرائمری اسکول میں شاہد کھٹانہ ٹیچر قادیانی ہے جو اپنی ڈیوٹی دینے کے بجائے حیدر آباد میں رہتا ہے جب کہ فیصل آباد ٹیکسٹائل کالج میں بھی داخلہ لیا ہوا ہے اور طاہر احمد قادیانی بھی اسکول ٹیچر ہے اور نگر یا ٹیکسٹائل مل کراچی میں شفٹ انچارج مقرر ہے قادیانیوں نے علاقوں میں مختلف پرائیویٹ اسکولوں کو بھی اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا ہے خوبرو قادیانی لڑکیاں ان اسکولوں میں ٹیچر بن کر قادیانی مقاصد کے لئے خدمات انجام دیتی ہے نوکوٹ میں کمرانی محلے میں غلام احمد قادیانی کے گھر پر جمعہ کے روز ڈش انٹینا پر مرزا طاہر قادیانی کا خطاب سنایا جاتا ہے اور غلام احمد قادیانی کے بیٹے رب نواز مصطفیٰ محلے کے مسلمان اور ہندو افراد کو مرزا طاہر قادیانی کا خطاب سننے کی دعوت دیتے ہیں بعد ازاں غلام احمد قادیانی کی امامت میں نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے نفیس نگر میں بے نظیر بھٹو کے سابق دور میں سوشل ایکشن پروگرام کے تحت میر پور خاص کی تقسیم کے تحت شہری آبادی کے لئے ۲ لاکھ ۸۴ ہزار روپے کی ۵۰ لائنوں کی پانی کی اسکیم اور ہیڈ ٹینک منظور ہوا تھا نفیس نگر کے متصل گوٹھ میں چوہدری انیس قادیانی نے اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے ۵۰ لائنوں کا اوور ہیڈ ٹنک اپنے بنگلے میں تعمیر کروالیا ہے نفیس نگر کے مکینوں کے احتجاج کے باوجود انتظامیہ نے کوئی کارروائی نہیں کی۔

مرزا طاہر قادیانی کی ایک تقریر کے مطابق جو الفضل لاہور میں شائع ہوئی ہے اس وقت دنیا بھر میں میر پور خاص، مٹھی اور عمر کوٹ اضلاع کے لئے خصوصی چندہ کیا جاتا ہے اب جب کہ سرحدوں کی صورتحال بھی کشیدہ ہے پاکستان دشمن ٹولے کی سرگرمیوں کا نوٹس لینا پہلے سے زیادہ ضروری ہو گیا ہے کیونکہ گزشتہ جنگوں کے موقعوں پر بھی قادیانیوں کا کردار انتہائی مشکوک رہا ہے۔ (بشکریہ ہفت روزہ "غازی" کراچی ۲۰ جولائی ۱۹۹۹ء)

مسافرانِ آخرت

نامور عالمِ دین حضرت مولانا عبدالعلیم جالندھری عمر کے ۶۴ برس گزار کر ۳۔ اگست ۱۹۹۹ء بروز منگل فیصل آباد میں انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

مولانا موصوف جامعہ خیرالمدارس ملتان کے فاضل تھے اور ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ کے ابتداء سے لے کر دورہ حدیث تک ہم سبق تھے۔ چالیس برس تک علمِ دین پڑھاتے رہے۔ جامعہ مدینتہ العلم فیصل آباد کے شیخ الحدیث رہے۔ آپ حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ کے رفقاء خاص میں تھے۔ حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری اور ادارہ کے رفقاء نے مولانا کے انتقال پر ان کے لوحقین سے اظہارِ ہمدردی اور صبر کی دعا کی ہے۔ مولانا مرحوم کی مغفرت کے لیے دعا کی ہے۔ حق تعالیٰ ان کے حسنات قبول فرما کر جوارِ رحمت عطاء فرمائے۔ (آمین)

مجلس احرارِ اسلام لاہور کے قدیم کارکن محترم چودھری محمد اکرام صاحب کی بھابی گزشتہ دنوں لاہور میں انتقال کر گئیں۔

مجلس احرار اسلام کے سابق کارکن محترم محمد ابراھیم لدھیانوی مرحوم کی دختر حافظ عبدالخالق مرحوم کی بیوہ ،اور عزیزان محمد حامد، محمد خالد اور محمد عابد کی والدہ ماجدہ ۲۶۔ اگست ۱۹۹۹ء کو ملتان میں انتقال کر گئیں ۔قارئین سے درخواست ہے کہ ان کی مغفرت کے لیے دعاء وایصالِ ثواب کا اہتمام فرمائیں۔ ادارہ کے تمام ارکان دعاء مغفرت کرتے ہیں۔ اور پسماندگان کیلیے صبر کی دعاء کرتے ہیں۔

مولانا ظفر علی مرحوم کے تین شعر

تہذیب

اگر دیں سے تمسخر کرنے والے ہی مہذب ہیں
تو ان تہذیب کے پتلوں سے مجھ جیسا گنوار اچھا

○

تہذیب نو کے منہ پر وہ تھپڑ رسید کر
جو اس حرامزادی کا حلیہ بگاڑ دے

○

توکل

توکل کا یہ مطلب ہے کہ خنجر تیز رکھ اپنا
پھر انجام اس کی تیزی کا مقدر کے حوالے کر

(حافظ محمد علی شیخ، ملتان)

میرے استاذ، میرے مشفق، میرے مربی
ابنِ امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری

جس طرح ہر انسان کا ایک حقیقی اور جسمانی باپ ہوتا ہے۔ بعینہ اسی طرح ہر انسان کا تعلیم یا کسی بھی شعبے میں کوئی ہنر سکھانے میں کوئی نہ کوئی استاد ہوتا ہے جو حقیقت میں اس پڑھنے اور سیکھنے والے کا روحانی باپ ہوتا ہے۔ حضور اقدس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ عالی ہے: "المدرس مثل الاب" ۔ استاد باپ کی طرح ہے۔ اصل میں یہی روحانی باپ اس انسان کی کامیابی اور ترقی کی بنیاد ہوتا ہے۔ میرے بھی ایک استاد ہیں جن کا نام نامی ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاالمحسن بخاری مدظلہ العالی ہے۔ جنھوں نے کبھی مجھے یہ احساس ہی نہیں ہونے دیا کہ آپ میرے استاد ہیں یا میں ان کا شاگرد ہوں۔ بلکہ ہمیشہ انہوں نے مجھے اپنا بیٹا سمجھ کر پڑھایا، سکھایا اور الف با سے لیکر دورۂ حدیث تک میری پرورش اور تعلیم و تربیت کی۔ میری ہر غلطی پر مجھے روکا، ٹوکا اور جہاں ڈانٹ کی ضرورت پڑی وہاں ڈانٹ بھی پلائی۔

حضرت شاہ جی، جن کو تقریباً ساڑھے چار ماہ سے شدید علالت کا سامنا ہے۔ ۱۱ اپریل کو ملتان سے لاہور جدید دفترِ احرار کی افتتاحی تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔ طبیعت زیادہ خراب ہو گئی تو ہسپتال میں داخل کرادیا گیا۔ شاہ جی تقریباً اڑھائی ماہ تک لاہور ہی میں زیرِ علاج رہے۔ کچھ طبیعت سنبھلتے ہی ملتان تشریف لے آئے۔ علاج جاری ہے اور الحمدللہ طبیعت سنبھل رہی ہے۔ پہلے کی نسبت خاصا افاقہ ہے۔ میں نقیب ختم نبوت کے ذریعے تمام قارئین سے درخواست کرتا ہوں کہ حضرت شاہ جی کی مکمل صحت یابی کے لیے دعا کرتے رہا کریں۔ اللہ تعالیٰ حضرت شاہ جی کو شفاء کاملہ نصیب فرمائے، مدرسہ کے تمام طلباء کرام پر آپ کا سایۂ عاطفت قائم دائم رکھے اور اللہ کریم دین کے اس سپاہی کو اپنے دین کے لیے ایک مرتبہ پھر پاکستان کے کونے کونے میں گرجنے اور برسنے کا موقع عطا فرمائے۔ (آمین)

دعاء صحت

قارئین سے درخواست ہے کہ درج ذیل حضرات کیلئے خصوصی طور پر دعاء صحت فرمائیں۔
اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عطاء فرمائے (آمین) امیر احرار، ابن امیر شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ۔
محترم حکیم محمد صدیق تارڑ صاحب (مریدکے)۔ محترم سالار عبدالعزیز صاحب (سیالکوٹ)۔
محترم عبدالرحمن جامی صاحبؒ (جلال پور پیروالہ)۔ دختر، حاجی محمد عبداللہ صاحب (پشاور)

ذ۔ بخاری

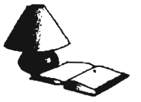

جرحِ انتقاد

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔

فضائل اذان واقامت:

کتاب کے عنوان میں "مسائل" کا لفظ شامل نہیں ہے لیکن اذان واقامت سے متعلق احکام ومسائل کتاب میں اتنی تفصیل اور اتنی وضاحت سے بیان کیے گئے ہیں کہ عنوان ادھورا محسوس ہوتا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ عنوان میں "فضائل" کا لفظ شامل ہے لیکن فضائل اتنے غیر روایتی اور اتنے اثر آفریں اسلوب میں بیان کیے گئے ہیں کہ عنوان بارد گر ادھورا محسوس ہوتا ہے۔

مؤلف کتاب مولانا حبیب الرحمن ہاشمی، نشتر میڈیکل کالج ملتان کی جامع مسجد کے خطیب ہیں۔ مستزاد یہ کہ قرطاس وقلم کی صحبت کو عزیز رکھتے ہیں۔ زیر تذکرہ کتاب ان کی قلمی زندگی کا نقش ثالث ہے اور حدیث وفقہ، سیرت وتاریخ اور تذکار وسوانح کے وسیع کتابی ذخیرے سے برسوں کے استفادے کا حاصل! ائمہ ومؤذنین اور علماو مبلغین کے لئے تو اس کتاب کی افادیت قابل فہم ہے ہی، حقیقت یہ ہے کہ مؤلف کتاب کا مخاطب ہر مسلمان ہے۔ خصوصاً عہد حاضر کا مسلمان کہ جس کا جذب اندروں باقی نہیں رہا اور جس کی صفیں کج، دل پریشاں اور سجدے بے ذوق ہو چکے ہیں۔ نخل بے سایہ وثمر کی سی اس زندگی میں ایمان کی حلاوت اور انسانیت کے شرف کا سراغ کہیں نہیں ملتا۔ عبادت وعبودیت کا ذوق وجذبہ اور تعبد وعبدیت کا فہم وشعور کا عنقا ہے۔ بے توفیقی اور محرومی کے یہ خزاں رسیدہ مناظر دیکھ کر کتنے ہی دلوں سے سوزناک آہیں نکلتی ہیں، کتنے ہی لبوں سے مغفرت ورحمت کی التجائیں بلند ہوتی ہیں اور کتنے ہی قلم یادِ حق کے نور ونکہت کو زینت قرطاس کرتے ہیں۔ اس کتاب کی شان تالیف بھی یہی ہے۔ مؤلف کے ہاں سخن دل نواز بھی ہے اور درد وسوز وآرزومندی بھی۔

کتاب کی ضخامت ۱۶۰ صفحات، قیمت روپے ملنے کا پتا بخاری اکیڈمی، دار بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان

جادو کی حقیقت اور اس کا قرآنی علاج:

کوئی چونسٹھ برس پیشتر، ۱۹۳۵ء(۱۳۵۴ھ) میں "التعوذ فی الاسلام" کے عنوان سے مطبع قاسمی، دیوبند سے یہ کتاب شائع ہوئی تھی۔ یہ قرآن حکیم کی آخری دو سورتوں کے مضامین ومطالب کی تشریح ہے۔ اس کے مؤلف مولانا محمد طاہر (قاسمی) رحمہ اللہ ہیں جو حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے پوتے ہیں۔ مؤلف کی یہی نسبت، تالیف میں کارفرما ہے۔ بقول حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ........ "طرز اس کا ہم طالب علموں کے طرز معتاد سے کچھ فوق ہے جس کو میں (مبنی بر) نکات ولطائف سمجھتا ہوں"۔ اردو زبان میں اپنے موضوع پر شاید یہ اولین کتاب ہے۔ بہت بعد میں البتہ حضرت مولانا محمد

اسحق صدیقی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے،۱۹۷۷ء(۱۳۹۷ھ) میں "تنویر العینین بتفسیر المعوذتین" نکلی جس کا اسلوب تفسیری، زبان ادبی اور موضوعات اعتقادی و کلامی ہیں۔

انجمن خدام الاسلام (۲۸۵-جی ٹی روڈ، باغبان پورہ) لاہور کے زیر اہتمام اور قاری جمیل الرحمن اختر قادری صاحب کی زیر نگرانی "التعوذ فی السلام" کی اشاعت نو بہت مبارک امر ہے۔ علم سحر کی حقیقت و واقعیت، آفات انسانی کی اقسام و علاج اور تعوذ و استعاذہ کے آداب و اثرات کے حوالے سے اس کتاب کے بعض مندرجات کی تلخیص اور بعض پر تعلیقات و حواشی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ تازہ اشاعت میں مؤلف رحمہ اللہ کا سوانحی خاکہ شامل ہوتا تو آج کے قاری کو ایک علمی شخصیت کے آثار و احوال سے باخبر ہونے کا موقع بھی ملتا۔ کتاب کی قیمت ۱۵۰ روپے اور ضخامت ۳۶۸ صفحات ہے۔

عملیات و تعویذات اور ان کے شرعی احکام:

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات و ملفوظات کو موضوعات و عناوین کی رعایت سے یکجا کرنے کے ایک سلسلے کا آغاز بھارت میں مولانا مفتی زید مظاہری ندوی نے کیا تھا۔ پاکستان میں اس سلسلۂ کتب کی اشاعت کا اہتمام ادارہ تالیفات اشرفیہ (بیرون بوہڑ گیٹ) ملتان نے سنبھالا۔ پیش نظر کتاب اس سلسلے کا بیسواں مجموعہ ہے۔

استخارہ، کشف، فراست، قیافہ، دعا، وظیفہ، سحر و جادو، آسیب و جنات، مسمریزم، قوت خیال، توجہ، تصرف، علم الارواح والحاضرات اور عملیات و تعویذات کے احکام و اقسام ......ان سب عنوانات پر اس کتاب کے ۲۷۲ صفحوں میں جو کچھ سمو دیا گیا ہے، اس پر اضافہ کی بظاہر کوئی گنجائش نظر نہیں آتی۔ حضرت مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کے معارف و تبرکات کو اخذ و ترتیب کا جو حسن مرتب کتاب نے دیا ہے وہ بھی لائق داد ہے۔ کتاب کے آخر میں اعمال قرآنی کے علاوہ حضرت تھانوی کی دیگر تالیفات میں مذکور عملیات و تعویذات بھی یکجا کر دیئے گئے ہیں۔ اس کتاب کی افادیت محتاج بیان نہیں ہے۔ بطور تبرک "بزرگی اور تعویذ" کے زیر عنوان ایک ملفوظ ملاحظہ ہو........

فرمایا: تعویذ سے مریض کا اچھا ہو جانا تعویذ دینے والے کی بزرگی کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ جس کی قوت خیالیہ قوی ہوتی ہے اس کے تعویذ میں اثر زیادہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص بہت زیادہ قوت خیالیہ رکھتا ہو تو اس کے محض سوچنے سے ہی جاڑا، بخار اتر جاتا ہے۔ چاہے وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ یہ قوت اس میں بھی موجود ہے اور مشق سے اور بڑھ جاتی ہے۔ خصوصاً بعض طبیعتوں کو اس سے مناسبت ہوتی ہے۔ بزرگی سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کسی طبیب کے نسخہ سے مریض کو شفا ہو جائے۔ مگر لوگ طبیب، ڈاکٹر کے نہ معتقد ہوتے ہیں اور نہ انہیں بزرگ سمجھتے ہیں۔ کتاب کے آخر میں فاضل مرتب نے

تعویذ کی شرعی حیثیت کے بارے میں امام احمد بن حنبل، امام ابن تیمیہ اور امام ابن القیم (رحمہم اللہ) کی آراء سے نقل کر کے کتاب کی افادیت دو چند کر دی ہے۔
کتاب میں کتابت کی اغلاط اچھی تعداد میں ہیں۔ آئندہ اشاعت میں ناشرین کو ادھر بھی توجہ فرمانی چاہیے۔ کتاب، ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان سے دستیاب ہے۔

ڈاکٹر غلام جیلانی برق کے خطوط:

اس صدی کی چوتھی دہائی میں غلام جیلانی برق مرحوم نے دو قرآن اور دو اسلام کے عنوان سے کتابیں لکھ کر بے چارے مسلمانوں پر جو برق گرائی تھی اور اغیار کے کاشانوں کی جو رونق بڑھائی تھی، اس کے اثرات ہمارے فکری منظر نامے سے آج تک محو نہیں ہو سکے۔ ذہانت اور زور قلم کا اتصال برق کو چالیس کتابوں کا مصنف بنا گیا۔ وہ ایک غیر معمولی آدمی تھے ان کے ہاں تضادات اور تسامحات بھی غیر معمولی نوعیت کے تھے۔ ایک خوبی البتہ ان میں بہت قابل قدر تھی۔ اور یہ تھی اپنی رائے، اپنے موقف سے رجوع کی توفیق اور اعتراف قصور کا رویہ "من کی دنیا" نامی کتاب میں صوفیوں سے بڑھ کر صوفی اور تاریخ حدیث میں مولویوں سے بڑھ کر مولوی دکھائی دینے والے برق کی روشن ضمیری کی داد نہ دینا بھی ناانصافی ہے۔
برق نے "اپنی داستان حیات" لکھی تو ان کے اکثر قارئین نے گلہ کیا کہ بہت سی توقعات پوری نہیں ہو پائیں۔ برق کی وفات کے انیس سال بعد انہی توقعات اور انہی مطالبات کی تکمیل کی ایک صورت عبدالعزیز ساحر نے "ڈاکٹر غلام جیلانی برق کے خطوط" کی ترتیب و تدوین سے پیدا کی ہے۔ برق کے مکتوب الیہم میں نعیم صدیقی سے لے کر نیاز فتح پوری تک، مولانا قاضی محمد زاھد الحسینیؒ سے لے کر مولانا محمد سرفراز خان صفدر تک، عبدالعزیز خالد سے لے کر عبدالماجد دریا بادی تک، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی سے لے کر ڈاکٹر محمد باقر تک اور فتح محمد ملک سے لے کر کرنل محمد خان تک...... کتنے ہی لوگ ہیں جو مکتوباتی ادب کے اس دلچسپ مجموعے میں تنوع، بوقلمونی اور بے تکلفی کی فضا میں کہیں نہ کہیں شریک مکالمہ ہیں اور مکتوب نگار کہیں برہم و مشتعل ہے تو کہیں متقرو منفعل۔ یہ کتاب 1999ء میں چھپنے والی اہم ترین علمی و ادبی کتب میں سے ہے۔ اس کی ترتیب و تدوین اور تعلیقات و حواشی کا کام اتنا معیاری ہے کہ حالیہ چند برسوں میں اس کی مثال کم کم ملے گی۔
کتاب کی ضخامت ۲۴۰ صفحات؛ قیمت ۱۵۰ روپے اور تقسیم کار "ادارہ ندوۃ المعارف" ۱۳ کبیر سٹریٹ، اردو بازار لاہور ہے۔ "ندوۃ المعارف کے روح و رواں جناب شبیر احمد خان میواتی ہیں جن کی حیثیت ملک کے کتاب دوست حلقوں میں "سید الطائفہ" کی ہے۔

جنّت میں گھر بنائیے!

تحریک تحفظِ ختمِ نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام کے زیرِ اہتمام

مرکزی مسجد عثمانیہ

ہاؤسنگ سکیم چیچا وطنی کی باقاعدہ تعمیر کاآغاز ہو چکا ہے۔

نقد یا سامان کی صورت میں تعاون کا ہاتھ بڑھائیں اور اللہ سے اجر پائیں

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 9-2324 نیشنل بنک جامع مسجد بازار چیچاوطنی

اکاؤنٹ بنام: مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچاوطنی

رابطہ ومعلومات اور ترسیلِ زر کے لیے

دفتر دارالعلوم ختمِ نبوت بلاک نمبر 12 چیچاوطنی 611657 - 0445 ✆

منجانب: انجمن مرکزی مسجد عثمانیہ (رجسٹرڈ)

ای بلاک لوانکم ہاؤسنگ سکیم چیچاوطنی۔ ضلع ساہیوال پاکستان 610955 - 0445 ✆

یہ کتابیں آپ کے دل کی کایا پلٹ سکتی ہیں

خاصان خدا کا خوف آخرت

جس کا حصہ اول صحابہ کرامؓ کے رقت انگیز اور بصیرت افروز احوال و کوائف سے مزین ہے اور حصہ دوم تابعین' تبع تابعین اور بزرگان دین کے خوف آخرت سے متعلق احوال و واقعات سے مزین و مرصع ہے قیمت-/99روپے

پراسرار بندے

جلد اول' جلد دوم

مولانا روم و علامہ اقبال کے منتخب اشعار کی روشنی میں عشاق رسولؐ کے محبت پر مبنی مؤثر واقعات اسلاف کی صداقت اور حق پسندی کے ابتدائے اسلام سے عصر حاضر تک مستند واقعات کامل سیٹ-/285روپے

قرآن کریم اور علم نفسیات

اعجاز قرآنی کا ایک منفرد شاہکار' انسانی نفسیات اور احکام قرآن کا اچھوتے موضوع پر لاجواب کتاب قیمت-/180روپے

فضائل جماعت

جس میں نماز کے فضائل و محاسن اور جماعت کے متعلق بہت سے احکام و مسائل' ترغیب و ترہیب' بشارت و وعید کے انداز میں قیمت-/54روپے

دینی دستر خوان

مدینہ منورہ کی وجد آفریں مبارک ماحول میں ترتیب دیے جانیوالا جدید اسلامی انسائیکلو پیڈیا 'عقائد' عبادات' معاشرت' اخلاقیات' مذاہب عالم' سیاست اور ان جیسے دیگر ہزاروں عنوانات کے گرد گھومتی ایک نادر' اچھوتی اور دلچسپ کتاب اب جلد نمبر ۴ بھی زیر طبع قیمت-/900روپے

جنت اور اس کے حسین مناظر

جنت کے جمیع احوال' اہل جنت کے لئے جملہ اقسام نعمت کا باحوالہ مستند تذکرہ اب جدید ایڈیشن میں خوبصورت جلد قیمت-/66روپے

تاریخ جنات و انسان اور ان کی دعوت

کتاب کا موضوع نام سے واضح ہے اپنے دلچسپ اور منفرد عنوان پر ایک اچھوتی تصنیف علماء دیوبند کی تصدیق شدہ قیمت-/135روپے

شرح اسماء الحسنٰی

اللہ تعالیٰ کے مبارک اسماء کی دلچسپ تشریح مناسب موقع واقعات اور خواص اسماء کے ساتھ قیمت-/150روپے

ناشر طیب اکیڈمی

بیرون بوہڑ گیٹ ملتان ✆ 41501 540513

باذوق قارئین

کے لئے نئی کتابیں

حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ

○ قافلۂ احرار کے عظیم فرد ○ تبلیغی و سیاسی خدمات ○ سفیر اسلام اور پاسبان ختم نبوت کے سوانح و افکار

○ تالیف: مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی ○ قیمت =/۱۵۰ روپے

کذبات مرزا

اس کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک سو جھوٹ اور متعدد جھوٹی پیش گوئیاں ان کی اپنی کتب سے جمع کی گئی ہیں اور ساتھ ہی مختلف سوالات کے جوابات بھی دئیے گئے ہیں تاکہ اس کے مطالعہ سے قارئین پر واضح ہو جائے کہ قادیانیت، مرزائیت جھوٹ پر مبنی ایک باطل فرقہ ضالہ ہے

از: مولانا محمد عبدالواحد مخدوم ○ قیمت =/۲۰۰

شہر سدوم

مرزا غلام احمد سے لے کر مرزا طاہر تک قادیانیوں کے جنسی سکینڈلز، مرزا محمود..... مس روفو اور اطالوی حسینہ، قادیانیوں کا راجہ اندر، دریا کے کنارے، مقدسین قادیان کی سیہ کاریاں و خفیہ عیاشیاں، بدمعاشی سے مفاہمت، زکوٰۃ حسن کا استعمال، مخدرات میدان معصیت میں، عروسہ گیسٹ ہاؤس، قادیانی مذہب کی حقیقت، چشم کشا، ہوش ربا، سنسنی خیز، اندرونی کہانی، خود قادیانیوں کی زبانی، ایک ناقابل تردید تاریخی دستاویز، بہت سے اضافوں کے ساتھ نیا ایڈیشن شفیق مرزا کے تیکھے اور حقیقت رقم قلم سے

صفحات: ۱۷۶ قیمت: ۱۰۰ روپے

بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

Adarts-HRA-7/99

اشرف الہدایہ شرح اردو ہدایہ

الجز الاول

۱ — ۲ — ۳

اشرف الہدایہ شرح اردو ہدایہ

الجز الثانی

۴ — ۵ — "۶" — ۷ زیر طبع

اشرف الہدایہ شرح اردو ہدایہ

الجز الثالث

۸ — ۹ — ۱۰ — ۱۱ — ۱۲

اشرف الہدایہ شرح اردو ہدایہ

الجز الرابع

۱۳ — ۱۴ — ۱۵ — ۱۶

مکتبہ شرکت علمیہ

بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

547309
544913